رجسٹرڈ ای - پی نمبر ۸۶۱

شرح چندہ سالانہ ۶ چھ روپے
فی پرچہ ۲ / ۰

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت:- ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۱	۷ ماہ اخاء ۱۳۳۱ ہش ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۲ ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۵۲ ء	نمبر ۲۹

خدا تعالیٰ کی رحمت اور قدرت کے ہاتھ ہمیشہ کھلے ہیں اور کھلے رہیں گے

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

"اگر خدائے کریم و رحیم کو یہی منظور تھا۔ کہ قرب الٰہی کے دروازوں پر مہر لگ جائے۔ تو پھر اس سے تمام تعلیم اسلام عبث ٹھیرتی ہے۔ اور اسلام ایک ایسا گھر ویران اور سنسان ماننا پڑتا ہے جس میں کسی نوع کی برکت کا نام و نشان نہیں۔ اور اگر یہی سچ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تمام برکتوں اور اماموں اور ولایتوں پر مہر لگا چکا ہے۔ اور آئندہ بکلی وہ راہیں بند ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے سچے طالبوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دل توڑنے والا واقعہ نہ ہوگا۔ گویا وہ جیتے ہی مر گئے۔ اور ان کے ہاتھ میں بجز چند خشک قصوں کے اور کوئی مغز اور بات نہیں۔ اس عقیدہ کو سچ ماننے والے کیوں پنج وقت نماز میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کیونکہ اس دعا کے یہی تو معنے ہیں۔ کہ اے خدائے قادر ہم کو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر۔ جو تو نے نبیوں اور اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تھا۔

پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے۔ کہ کمالاتِ امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ اس عاجز نے اسی راہ کے اظہار ثبوت کے لئے بیس ہزار اشتہار مختلف دیار و امصار میں بھیجا ہے۔ اگر یہ برکت نہیں۔ تو پھر اسلام میں فضیلت ہی کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے دونوں ہاتھ رحمت اور قدرت کے ہمیشہ کھلے ہیں اور کھلے رہیں گے۔ اور جس دن اسلام میں یہ برکتیں نہیں ہوں گی۔ اس دن قیامت آ جائیگی پرانا عقیدہ ایسا مؤثر ہوتا ہے کہ بجائے دلیل مانا جاتا ہے۔ اور اس سے کوئی انسان بجز فضل خداوند تعالیٰ نجات نہیں پا سکتا۔ ایک آدمی آپ لوگوں میں اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے موجود ہے۔ کیا آپ لوگوں میں سے کسی کو خیال آتا ہے۔ کہ اس کی آزمائش کرے۔"

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء)

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ مبارکہ۔ ۴ ر اکتوبر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:۔

"سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بدستور ناساز ہے"

احباب اپنے مقدس آقا کی کامل و عاجل صحت کے لئے متواتر اور پُر خلوص دعائیں جاری رکھیں۔

روئداد جلسہ یوم تحریک جدید قادیان

قادیان ۵ ر اکتوبر۔ جناب مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و وکیل الدیوان تحریک جدید کی زیر صدارت بوقت ۸ ½ بجے صبح مسجد اقصےٰ میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل پروگرام کے ماتحت تقاریر ہوئیں۔ تقاریر کے اختتام پر صاحب صدر نے احباب کو خاص طور پر مالی قربانی پیش کرنے اور اپنے وعدوں کو بروقت پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور جلسہ کی حاضری بینے کیلئے منتظمین کو ہدایت کی جلسہ بعد عاصوا بارہ بجے ختم ہُوا۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس جلسہ کے بہترین اثرات پیدا فرمائے۔ سیکرٹری صاحب تحریک جدید کی رپورٹ سے معلوم ہُوا ہے کہ کمیٹی ایک لقا یا داران نے جلسہ سے ایک دن پہلے اپنے سو فیصدی وعدہ جات ادا کر دیئے۔ مجموعی طور پر صرف ایک دن کی وصولی تین صد سے زائد تھی۔

۱۔ تلاوت قرآن کریم — حافظ عبد الرحمن صاحب

۲۔ نظم — مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی

۳۔ پیغام حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ — صدر صاحب

۴۔ تحریک جدید کی ضرورت و اہمیت — مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل

۵۔ مطالبہ نمبر ۱ سادہ زندگی — مکرم مولوی محمد یوسف صاحب

۶۔ مطالبہ نمبر ۳ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب، مطالبہ نمبر ۴ تبلیغ بیرون ممالک — مکرم مولوی عبد الحق صاحب

۷۔ نظم — یونس احمد صاحب اسلم

۸۔ مطالبہ نمبر ۵ وقف زندگی، مطالبہ نمبر ۷ وقف رخصت، مطالبہ نمبر ۲۵ وقف اولاد، مطالبہ نمبر ۲۶ وقف جائداد — مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل

۹۔ مطالبہ نمبر ۲ امانت فنڈ، مطالبہ نمبر ۱۱ ریزرو فنڈ — مکرم بدر الدین صاحب عامل

۱۰۔ مطالبہ نمبر ۱۵ بیکار باہر نکل جائیں، مطالبہ نمبر ۱۶ اپنے ہاتھ سے کام کرنا، مطالبہ نمبر ۱۷ چھوٹے سے چھوٹا کام کرنا، مطالبہ نمبر ۲۳ راستوں کی صفائی — مکرم مولوی عبد القادر صاحب فاضل دہلوی

۱۱۔ نظم — عطاء الرحمن صاحب عباسی

۱۲۔ مطالبہ نمبر ۱۲ اپنے بہترین اصحاب کو خدمت دین کیلئے پیش کرنا، مطالبہ نمبر ۱ صاحب پوزیشن لیکچر دیں — مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد

۱۳۔ مطالبہ نمبر ۱۳ طلباء کو تعلیم کیلئے قادیان بھیجنا، مطالبہ نمبر ۱۴ اپنے بچوں کے مستقبل کیلئے مشورہ طلب کرنا — جناب مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل

۱۴۔ مطالبہ نمبر ۲۷ حلف الفضول، مطالبہ نمبر ۲۴ دار القضاء کا قیام — مکرم مولوی خورشید احمد صاحب

۱۵۔ نظم — محمد حنیف صاحب

۱۶۔ مطالبہ نمبر ۱۸ قادیان میں مکان بنانا، مطالبہ نمبر ۲۰ تمدن اسلامی کا قیام — جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے

مطالبہ نمبر ۲۲ عورتوں کے حقوق کی حفاظت — مکرم مولوی منظور احمد صاحب سیالکوٹی

۱۷۔ مطالبہ نمبر ۲۱ قومی دیانت کا قیام — مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی

۱۸۔ مطالبہ نمبر ۱۹ درویشان قادیان کے وعدہ جات کی پوزیشن — مکرم محمود احمد صاحب عارف

۲۰۔ نظم — ملک بشیر احمد صاحب ناصر

۲۱۔ دعا و صدارتی ریمارکس — صدر اجلاس

گذرنا ہو تو جاں سے بھی گذر جاتے ہیں دل والے

از مکرم مولوی مصلح الدین احمد صاحب پشاوری

میرے دل نے کچھ ایسے بھی تقاضے ہیں بھلا ڈالے
نہ کام آئے جہاں آنسو نہ کام آئے جہاں نالے

رہِ اُلفت کی یہ دشواریاں تو پھر بھی آساں ہیں
گذرنا ہو تو جاں سے بھی گذر جاتے ہیں دل والے

مَیں اُس جام و سُبو کو ننگِ میخانہ سمجھتا ہوں
جسے پی کر سرِ محفل بہک جاتے ہیں متوالے

یہ منزل کی کشش تھی جو اُڑا کر لے گئی ورنہ
میرے پاؤں میں اَب بھی ہیں وہی کانٹے وہی چھالے

کہاں مَیں اور کہاں اس محفلِ رنگیں سے بیزاری
مگر تیرا بھلا ہو اَے میرا دل توڑنے والے

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ماہوار رسالہ

خالد

اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو رہا ہے

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ماہنامہ جس کا نام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خالد تجویز فرمایا ہے اگلے مہینہ نہایت آب و تاب سے منصۂ شہود پر آ رہا ہے۔ مجلس مرکزیہ پوری کوشش ہے کہ رسالہ معنوی اور ظاہری خوبیوں سے بکلی آراستہ ہو۔ اور احباب جماعت بالخصوص نوجوانان احمد کی مذہبی علمی اور ادبی ذوق کی تسکین کا سامان صحیح اور صحتمند خطوط پر کر سکے۔ انشاء اللہ رسالہ میں بزرگان سلسلہ کے ارشادات و پیغامات خدام الاحمدیہ کے متعلق تاریخی اور علمی مضامین اور عام علمی و ادبی مقالات و منظومات کے علاوہ مندرجہ ذیل مستقل عنوانات بھی ہُوا کریں گے۔ ۱۔ جواہر پارے ۲۔ ملفوظات ۳۔ مشعل راہ۔ ۴۔ روشن ستارے ۵۔ دنیا کے کناروں تک ۶۔ ربوہ کی ڈائری ۷۔ ماہانہ واقعات ۸۔ اطلاعات ۹۔ اطفال الاحمدیہ۔ ایڈیٹر رسالہ خالد

پسماندہ مخلوق کی خدمت بقیہ صفحہ ۱۲

بقیہ صفحہ ۱۲

اس وقت جبکہ اہل ہندوستان نے انگریزی حکومت کی بجائے اپنی حکومت قائم کر کے ایک بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اور غیروں کی غلامی سے نجات پا کر آزادی کی نعمت سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ کیا ضروری نہیں ہے۔ کہ ان لوگوں کی آزادی کی بھی فکر کریں۔ جو صدیوں سے غلامی کی مصیبتیں جھیل رہے ہیں۔ اور ان مصائب سے نجات پانے کے لئے چلا رہے ہیں۔ ان کے مصائب کو آرام ختم کر کے پرانے خیالات کے ہندو نہ صرف انسانیت کی بہت بڑی خدمت سر انجام دیں گے۔ بلکہ ملکی ترقی اور خوشحالی میں بھی بہت بڑا اضافہ کریں گے۔ کیونکہ اچھوت جاتیاں اپنی موجودہ حالت میں نہ صرف اپنے لئے بلکہ سارے ملک کے لئے مصیبت اور بوجھ ہیں اگر ان کی حالت درست ہو جائے۔ اور وہ ملک کی ترقی اور خوشحالی میں حصہ لینے کے قابل بن جائیں تو بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

ہمارے نزدیک اگر ان جاتیوں کو مذہبی آزادی مل جائے اور انہیں یہ حق دے دیا جائے۔ کہ جو اپنے لئے مفید ثابت ہو۔ وہ قبول کریں۔ تو ان کی حالت میں بہت جلد تغیر آ سکتا ہے۔

درخواست دعا

مولوی برکت علی صاحب نائب افسر لنگر خانہ قادیان کو امرتسر میں لغرض علاج بھیجا گیا ہے تا حال انکے مرض کی تشخیص نہیں ہو سکی۔ اسی طرح میاں مولا بخش صاحب بائی صحابی بھی ہرنیا کے اپریشن کیلئے امرتسر میں مقیم ہیں ہر دو درویشان کی صحت کاملہ کیلئے احباب دعا فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

زندہ قوموں کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اسکے نوجوان اپنے بڑوں کے قائمقام بننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں

خدائی جماعتوں کو ہمیشہ یہ مدِّ نظر رکھنا چاہیئے کہ اُن کے اندر زندگی کی رُوح موجود رہے۔

از سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پچھلے ہفتہ سے یعنی جمعرات کے دن سے یا شائد بدھ کے دن سے پھر مجھ پر

نقرس کا حملہ

ہوا جس کی وجہ سے میں نمازوں میں نہیں آ سکا۔ لیکن کل سے خدا تعالےٰ کے فضل سے درد سے افاقہ ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے بیان کیا تھا۔ اس دفعہ نقرس کے حملے پہلے حملوں کے مقابلہ میں بہت ہلکے ہوئے ہیں۔ پہلا حملہ بھی اتنا تو تھا کہ میں باہر نہیں جا سکتا تھا۔ سیڑھیاں اتر چڑھ نہیں سکتا تھا لیکن پھر بھی جو حملے ہوتے رہے ہیں ان کے مقابلہ میں اس کی کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ وہ بہت زیادہ شدید ہوتے تھے اور بسا اوقات میں بستر پر کروٹ بھی خود بدل نہیں سکتا تھا لیکن موجودہ حملہ میں میں برآمدہ میں بیٹھ کر ملاقاتیں بھی کر لیتا تھا پیشاب پاخانہ کے لئے بھی جا سکتا تھا۔ اور ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں بھی آ جا سکتا تھا۔ صرف نیچے اوپر آنا یا زیادہ دیر تک پاؤں لٹکا کر بیٹھنا یا کھڑے ہونا مشکل تھا اس دوران میں

ایک تکلیف میرے بازو میں

بھی ہوئی جس کی وجہ سے دوستوں کو بھی تکلیف ہوئی اور کچھ غلط فہمی بھی ہوئی۔ گو ایک لحاظ سے وہ غلط فہمی بھی نہ تھی۔ بہت سی چیزیں سرحد پر ہوتی ہیں ذرا ادھر ہو جائیں تو اور شکل اختیار کر لیتی ہیں اور ذرا ادھر ہو جائیں تو اور شکل اختیار کر لیتی ہیں بہرحال پچھلے چند دنوں میں میرے ہاتھ میں یکدم ایسی حالت پیدا ہو گئی کہ اعصاب شل ہو جاتے تھے۔ اس کا ہلانا مشکل ہو جاتا تھا۔ انگلیاں ٹیڑھی ہو جاتی تھیں اور بازو میں بے حسی پیدا ہو جاتی تھی گویا جو

ابتدائی حالتیں

بعض قسم کے فالجوں میں پائی جاتی ہیں ویسی ہی حالت پیدا ہو گئی۔ فالج دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں۔ جو یکدم گرتے ہیں اور ایک سیکنڈ میں انسان کو بے کار کر دیتے ہیں۔ اور

بعض فالج

ایسے ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ حملہ کرتے ہوئے انسانی جسم میں قائم ہوتے ہیں۔ ان کا نام ہی طب میں "آہستگی سے بڑھنے والے فالج" رکھا گیا ہے اس کی وجہ سے بعض دوستوں نے جنہوں نے طب نہیں پڑھی۔ اور جو صرف اتنا ہی جانتے ہیں کہ فالج میں انسانی جسم کا ایک حصہ یا دھڑ مارا جاتا ہے بے چینی پیدا ہوئی اور انہوں نے فکر اور تشویش کا اظہار کیا۔ اس مرض سے بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت کچھ افاقہ ہے لیکن ابھی وہ ہاتھ مجھے محسوس ہوتا ہے

تندرست حصّہ کی علامت

یہ ہوتی ہے کہ وہ حصہ انسان کو محسوس نہیں ہوتا مثلاً ہر ایک کا ناک ہے مگر کسی کو محسوس نہیں ہوتا کہ اس کے منہ پر ناک ہے۔ لیکن جب اسے نزلہ ہوتا ہے تب اُسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس کے منہ پر ناک بھی ہے۔ آنکھ ہر انسان کی ہے لیکن کسی کو محسوس نہیں ہوتی۔ کہ اس کی دو آنکھیں ہیں لیکن جب اس کی آنکھیں دکھنے آتی ہیں۔ تب اسے محسوس ہوتا ہے کہ میری آنکھیں بھی ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کا سر ہے مگر کسی کو محسوس نہیں ہوتا کہ اس کا سر ہے لیکن جب اسے سر درد ہوتا ہے۔ تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ میرا ایک سر بھی ہے۔ غرض طبیب

بیماری کی بڑی علامت

یہی بتاتے ہیں کہ بیمار عضو کا انفرادی احساس ہونے لگتا ہے اسی طرح گو اب مرض میں افاقہ ہے مگر دائیں بازو کا مجھے الگ احساس نہیں ہو رہا لیکن بایاں بازو الگ محسوس ہو رہا ہے۔ اور وہ ہاتھ تھکا ہوا اور بوجھل معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال جو شدت کی تکلیف شروع ہوئی تھی۔ وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ٹل گئی ہے اور جیسا کہ میں نے ایک پہلے خطبہ میں بھی بتایا تھا۔

حقیقت تو یہ ہے

کہ عمروں کے ضعف کے ساتھ بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں۔ اور جہاں دو باتیں جمع ہو جائیں یعنی انسان کی عمر بھی انحطاط کی طرف جا رہی ہو۔ اور پھر دشمن سے مقابلے بھی بڑھ جائیں۔ وہاں دماغی کوفت اور جسمانی کوفت مل کر انسان کے لئے زیادہ مشکلات پیدا کر دیتی ہیں۔ بہرحال ہر ایک انسان نے جو پیدا ہوا مرنا ہے۔ اور زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے

بڑوں کے قائم مقام

بن جائیں۔ جس قوم میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی۔ اور جس قوم کے اندر یہ بات پیدا نہ ہو اس کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔ خواہ کتنا ہی زور لگا لو۔ وہ قوم ضرور مرے گی لیکن جس قوم میں یہ خوبی موجود ہو کہ اسکے نوجوان ہمتوں والے ہوں۔ بلند ارادوں والے ہوں۔ صحیح کام کرنے والے ہوں۔ اچھی نیتیں رکھنے والے ہوں۔ تو وہ مرتی نہیں بلکہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور خواہ کوئی اسے مٹانا چاہے مٹا نہیں سکتا۔ ایک دفعہ

ایک عباسی بادشاہ

نے اپنے دو لڑکے بڑے امام کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجے۔ اس امام کا تنا ادب تھا اور اس نے اپنی قابلیت کا اتنا سکہ بٹھایا ہوا تھا کہ ایک دن جب بادشاہ اس کی ملاقات کے لئے گیا اور امام اس کے استقبال کے لئے اٹھا تو دونوں شہزادے دوڑے کہ وہ اپنے امام کی جوتی اس کے آگے رکھیں ایک کی خواہش تھی کہ میں جوتی رکھوں اور دوسرے کی خواہش تھی کہ میں جوتی رکھوں۔ بادشاہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو کہا کہ تیرے جیسا آدمی کبھی نہیں مر سکتا یعنی جس نے اپنی روحانی و علمی اولاد کے دل میں اتنا جوشِ اخلاص پیدا کر دیا ہے اور اتنی علم کی قدر پیدا کر دی ہے اس نے کیا مرنا ہے وہ مرے گا تو اور لوگ اس کی جگہ لے لیں گے غرض بے ساختہ بادشاہ کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ ایسا آدمی مر نہیں سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان تو مرتے چلے آئے ہیں اور مرتے چلے جائیں گے۔ قوموں کے لئے

دیکھنے والی بات

یہ ہوتی ہے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پائی جاتی ہے

یا نہیں۔ اگر وہ مفید کام کرنا چاہتی ہیں تو ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نیکیوں کا ایک تسلسل قائم کر دیں۔ آدم کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہی بات قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے کہ اس نے ایک تسلسل قائم کر دیا۔ فرماتا ہے۔ خلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء۔ آدم کا کیا کمال تھا۔ آدم کا یہی کمال تھا کہ وہ صرف ایک مرد اور ایک عورت تھے۔ مگر پھر بث منهما رجالا كثيرا ونساء آگے نسل در نسل پیدا ہوئی اور مرد اور عورت اتنی کثرت سے ہوئے کہ یا تو کوئی زمانہ اس دنیا پر ایسا گذرا ہے جب فلسفیوں اور سائنسدانوں کا سب سے بڑا قابل غور مسئلہ یہ ہوا کرتا تھا کہ اس دنیا کو آباد کس طرح کیا جائے اور یا اب وہی دنیا ہے مگر اب فلسفیوں اور سائنسدانوں کے نزدیک

سب سے بڑا سوال

جو حل کرنے کے قابل ہے یہ ہے کہ اس دنیا کی آبادی کو روٹی کہاں سے کھلائی جائے۔ آج سے دو یا چار ہزار سال پہلے کمیونزم کسی ملک میں پنپ نہیں سکتا تھا لیکن اب کہتے ہیں اس کا مال چھینو اور اس کو دو، اس کا چھینو اور اس کو دو۔ دس ایکڑ زمین جس کے پاس ہے اس سے لے کر دو دو ایکڑ اوروں میں تقسیم کر دو۔ لیکن جب دنیا میں کسی جگہ صرف پانچ گھر بستے اور پچاس ہزار ایکڑ زمین ان کے ارد گرد فارغ پڑی تھی اس وقت اگر کوئی کمیونزم کی بات کرتا۔ تو پاگل سمجھا جاتا اور ہر شخص کہتا کہ اسے پانچ ایکڑ زمین کیوں دیتے ہو پچاس ہزار ایکڑ زمین جو فالتو پڑی ہے اس پر قبضہ کیوں نہیں کر لیتے پس کمیونزم محض اس زمانہ کی پیدائش ہے۔ ہمیشہ کے لئے قانون نہیں ہو سکتا۔

یہی فرق ہوتا ہے

مذہب اور غیر مذہب میں۔ مذہب کے علاوہ جس قدر مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ وہ صرف مقامی اور وقتی ہوتے ہیں لیکن مذہب ایک دائمی صداقت ہوتا ہے۔ تم کسی زمانہ میں بھی اسلام کو لے جاؤ۔ اس پر ہمیشہ عمل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کئی دور ایسے آئیں گے جن میں کمیونزم نہیں چل سکتا۔ کئی دور ایسے آئیں گے جن میں سوشلزم نہیں چل سکتا۔ کئی دور ایسے آئیں گے جن میں کیپٹل ازم نہیں چل سکتا۔ جب بھی ملک کی آبادی بڑھ جائے گی اور دولت گھٹ جائے گی کیپٹل ازم کبھی قائم نہیں رہ سکتا اور جب ملک کی آبادی کم ہو جائے گی اور ذرائع دولت بڑھ جائیں گے اس وقت کمیونزم کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ جب ملک کی آبادی کم ہو جائے گی تو کسی سے چھیننے کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ ہر شخص کہے گا کہ جاؤ اور زمینوں پر قبضہ کر لو۔ اور جب ملک کی آبادی بڑھ جائے گی۔ تو پھر

کیپٹل ازم

قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ سارے کے سارے سوالات ملک کی آبادی کی کمی یا زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں تم آبادی کو کم کر دو لازماً کیپٹل ازم قائم ہو جائے گا اور لوگ منتیں کریں گے کہ تم زمینوں کو سنبھالو ہمیں تو جتنی ضرورت تھی ہم نے لے لی ہے لیکن جب آبادی بڑھ جائے گی۔ تو وہی آدمی جن کے دادا کہہ رہے تھے کہ زمینیں سنبھالو ہمیں اس کی ضرورت نہیں وہی شور مچانے لگ جائیں گے کہ تمہارے پاس سو ایکڑ زمین ہے دس دس ایکڑ ہمیں دے دو۔ پس یہ محض حالات بدلنے کے نتائج اور مجبوریاں ہیں۔ لیکن مذہب ایسی چیز ہے جو ہمیشہ قائم رہتی ہے اور یہ تمام چیزیں اسی نکتہ کے ساتھ وابستہ ہیں کہ

انسان کی نسل

آگے ترقی کرتی اور بڑھتی چلی جاتی ہے ایسی طرح جیسے قومیں ہوتی ہیں وہ بھی آدم کے مشابہ ہوتی ہیں۔ اور ان کی کامیابی وہ [illegible] کہ ان میں نئی نسلیں پیدا ہوتی ہیں۔ پھر اور پیدا ہوتی ہیں پھر اور پیدا ہوتی ہیں اور وہ اس معیار ایمان اور معیار تقویٰ کو قائم رکھتی ہیں جس کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے [illegible] ہے اور صرف معیار ایمان اور معیار تقویٰ کے قیام کے لئے خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں آتے ہیں پس ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں اور خدائی سلسلوں کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو۔ ان کے اندر ایسے نوجوان پیدا ہوں جو دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والے ہوں۔

دھڑے بازی کی عادت

ان میں نہ ہو وہ تقضا کے مقام پر پورے اترنے والے ہوں اور دوسروں کا حق دینے کے معاملہ میں نہ دشمنی ان کے راستہ میں روک ہو نہ دوستی ان میں جنبہ داری کا مادہ پیدا کرنے والی ہو جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ یہ نہ دیکھیں کہ ہماری دوستیاں کن لوگوں سے ہیں اور ہمارے اس جواب کا اثر ان پر کیا پڑے گا۔ بلکہ وہ صرف یہ دیکھیں کہ خدا اور اس کے رسول نے کیا کہا ہے۔ اور قرآن میں کیا لکھا ہے۔ جب ایسے آدمی کسی قوم میں پیدا ہو جائیں۔ تو پھر وہ قوم آدمیوں کی محتاج نہیں رہتی۔ بلکہ براہ راست خدائی نصرت کے نیچے آ جاتی ہے۔ کسی انسان کی موت سے اس کی موت وابستہ نہیں ہوتی۔ کسی انسان کی بیماری سے اس کی بیماری وابستہ نہیں ہوتی۔ کسی انسان کے فقدان سے اس کا فقدان وابستہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر میدان میں اور ہر قسم کے موں اور مقابلوں میں قائم رہتی ہے جیتتی ہے اور بڑھتی ہے۔ کیونکہ اس میں

زندگی کا بیج

ہوتا ہے اور جس میں زندگی کا بیج ہو اسے کوئی مار نہیں سکتا۔ جس طرح خدا نے جس میں موت کا بیج پیدا کر دیا ہو اسے کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔ (الفضل)

پاکستان میں احرار کی تحریک ختم ہوئی

مغربی پنجاب میں آجکل جو تحریک احراریوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف اٹھائی ہوئی ہے۔ اس کی ناکامی کے متعلق اخبار پرتاپ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۵۲ء نے مندرجہ ذیل نوٹ شائع کیا ہے۔ جو امید ہے قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ (ایڈیٹر)

"احرار نے احمدی جماعت کے خلاف جو ایجی ٹیشن جاری کیا تھا اُسے ختم کرنا چاہیئے احرار عام طور پر آزاد راسخ الاعتقاد مسلمانوں کو دھارس دینے کیلئے کوئی نہ کوئی افواہ اڑا دیتا ہے۔ لیکن وہ چند دنوں کے بعد خود بخود غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ ایک بار اس نے لکھا تھا کہ ۱۴ر اگست کو جو کہ پاکستان کا جنم دن ہے چودھری ظفر اللہ خاں کا تیا پانچہ ہو جائیگا ۱۴ر اگست گذر گیا اور چودھری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ بنے رہے پھر احرار اخبار نے لکھا کہ جنیوا سے واپس آتے ہی چودھری صاحب موقوف کر دیئے جائیں گے۔ یہ بات بھی غلط ثابت ہو چکی ہے۔ احرار کے دو مطالبے تھے۔ احمدی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور چودھری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ [illegible] نظام الدین کی حکومت نے [illegible] دونوں مطالبات کو [illegible] کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اسلام کے نام پر کسی پاکستانی طبقے کو اچھوت قرار نہیں دیا جائے گا۔ احرار کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ان کی شکست ہو چکی ہے۔ اب ان کا جھگڑا احمدیوں سے نہیں بلکہ پاکستان سرکار سے ہو گیا ہے۔ ان میں ہمت ہے تو ان سے دو دو ہاتھ کر کے دکھائیں۔ دوسرے انہیں [illegible] وقت تک احرار کا ساتھ دے [illegible] ہیں یہ دیکھ کر کچھ ٹھنڈے چپ ہو گئے ہیں۔ عوام کا جوش بھی سرد پڑ گیا ہے۔ اس میں حرارت پیدا کرنے کے لئے احرار نے ایک خاص دن مقرر کیا ہے۔ جس دن احمدی جماعت کے متعلق پبلک جلسوں میں وہ دونوں مطالبات دہرائے جائیں گے۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے۔ اس خاص دن کے جلسے کچھ اثر پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن حکومت ان سے مرعوب نہ ہوگی۔ کیونکہ اس سے پہلے بیسیوں خاص دن [illegible] جا چکے ہیں"

۵ر اکتوبر کے بعد!

سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء مبارک کے ماتحت مورخہ ۵ر اکتوبر کو یوم تحریک جدید منانے کے لئے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو بذریعہ اخبار سبلاد توجہ دلائی جا چکی ہے۔ امید ہے کہ عہدیداران نے احباب جماعت کو تحریک جدید کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے بقایا چندہ تحریک جدید کی جلد سو فیصدی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے علاوہ نقد وصولیاں بھی کی ہوں گی۔

تحریک جدید کے مالی سال کا آخری ماہ گذر رہا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں ہر بقایا دار کی ۳۰ر اکتوبر سے قبل بہر حال اپنا وعدہ سو فیصدی ادا کر دینا چاہیئے خواہ اسے تکلیف ہو یا فاقہ کرنا پڑے۔ پس جملہ عہدیداران جماعت اور خصوصاً بقایا داران چندہ تحریک جدید کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے بقایا جات ۳۰ر اکتوبر تک سو فیصدی ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ ورنہ دفتر ہذا مجبور ہوگا کہ ایسے بقایا دار احباب کی فہرست حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اس نوٹ کے ساتھ پیش کر دے۔ کہ یہ وہ دوست ہیں۔ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کیا۔ جملہ جماعتیں ۳۰ر تاریخ تک وصولی کی کوشش کر کے وصولی چندہ کی پوزیشن و بقایا داران کی فہرست سے دفتر ہذا کو مطلع فرما دیں۔

وکیل المال تحریک جدید
قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء

پرو پاکستانی مسلمان

معزز معاصر "ریاست دہلی" نے مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں بعنوان "پرو پاکستانی مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔"

لکھا ہے کہ یو۔پی گورنمنٹ نے اقرار کیا ہے کہ اس صوبہ کے چند اضلاع میں بعض مسلمانوں نے "یوم آزادی" پر سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کیا۔ اور "پاکستان زندہ باد" اور "نہرو مردہ باد" کے نعرے لگائے۔ ہندوستان میں رہتے ہوئے "پاکستان زندہ باد" کے نعرے لگانے کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے مسلمان پرو پاکستانی ہیں۔ ان کے دلوں میں نہ تو ہندوستان کی محبت ہے اور نہ یہ ہندوستان کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو جن کے ذہن پرو پاکستانی ہیں ہندوستان میں رہنے کا کیا حق حاصل ہے۔ اور کیوں نہ گورنمنٹ ان مسلمانوں کو جنہوں نے یوم آزادی کو سیاہ جھنڈیوں کا جلوس نکالا۔ اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے غیر ہندوستانی سمجھتے ہوئے ہندوستان سے نکال دے۔

جہاں تک یوم آزادی کی تقریب کا بائیکاٹ کرنے اور اس موقعہ پر سیاہ جھنڈیاں لہرانے کا سوال ہے یہ یقیناً قابل اعتراض ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ طریق کسی مسلمان کے لئے خواہ وہ کتنے ہی شدید جذبہ اور صدمہ کے زیر اثر ہی کیوں نہ ہو اختیار کرنا ناپسندیدہ ہے۔ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسروں سے بڑھ کر پُرامن۔ فتنہ و فساد سے بچنے والا۔ اور ملک اور حکومت کا وفادار ہو۔ اسلام کے معنی ہیں اطاعت و فرمانبرداری اور امن میں آنے اور امن دینے کے ہیں نہیں اگر کوئی مسلمان فتنہ و فساد میں حصہ لیتا ہے۔ اور کسی جہت سے حکومت کے قانون کو توڑتا ہے۔ تو وہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا نہیں۔ اور ہم اپنے برادران اسلام سے یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں انکو حکومت اور اقتدار بخشا تو انہوں نے رواداری عدل و انصاف۔ آزادیٔ ضمیر، رحم و کرم اور رعایا پروری جیسی صفات حسنہ کو ظاہر کیا اور مظلوموں اور بے کسوں نے ان کے دم قدم سے آرام و سکھ پایا۔ اسی طرح اب جبکہ وہ اقلیت میں ہونے کی وجہ سے ایک طرح اکثریت کے محکوم ہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ وہ اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریں اور فتنہ و فساد سے بچ کر یہ ثابت کر دیں کہ اسلام نے ان کے لئے اس حالت اور حیثیت میں بھی مکمل ضابطہ پیش کیا ہے جس پر عمل کر کے وہ باعزت اور باوقار زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کے ارتکاب سے مسلمانوں کے دل بے طرح مجروح اور زخمی کئے گئے ہیں۔ اور حکومت کے بعض افسران کی اسبارہ میں سہل انگاری اور مجرموں کو بروقت گرفتار نہ کرنے نے بیچارے مسلمانوں کے زخموں پر اور بھی زیادہ نمک پاشی کا باعث بنا ہے۔ ادھر ان میں سے بعض سے یوم آزادی کے موقعہ پر جو قابل اعتراض حرکت سرزد ہوئی یہ محض ایک اضطراری حرکت تھی۔ جو اس نمونہ کے سامنے ہونے کی وجہ سے سرزد ہوئی۔ جو خود ملک کے بڑے بڑے نیتا حقوق حاصل کرنے کے لئے اس سے پہلے اختیار کرتے رہے ہیں۔ تاہم پھر بھی مسلمانوں کو اپنے حقوق کا تحفظ باضابطہ طور پر کرنا چاہیئے۔ اور اپنے جذبات اور احساسات کو قابو میں رکھنا چاہیئے۔ تاکہ کسی بدخواہ اور دشمن کو بلاوجہ بھی اعتراض کا موقعہ نہ مل سکے۔

معزز معاصر کا چند سر پھرے مسلمانوں کی مبینہ قابل اعتراض حرکت کی بناء پر حکومت کو یہ مشورہ دینا کہ گویا وہ ہند کے غدار ہیں اور ان کو ہندوستان سے باہر نکال دینا چاہیئے افسوسناک ہے۔ کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے جرائم کو اجاگر اور نمایاں کرنے کے لئے ان کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کے لئے خود برسر اقتدار ذہنوں میں سے بہت سے متعصب اور فرقہ دارانہ ذہنیت کے افراد کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو ایک [illegible] آگ لگاتے ہیں۔ اور دوسری طرف شور ڈالتے اور بدنام کرتے ہیں۔ کیا وہ اشخاص جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کے قلوب کو بے طرح مجروح کیا اور فرقہ دارانہ منافرت پھیلانے کا موجب ہوئے قابل تعزیر اور سزا نہیں۔ کیا وہی ان حرکات کا اصل سبب نہیں جن کی وجہ سے بیچارے مسلمان غدار اور قابل اخراج قرار دیئے جا رہے ہیں۔

گزشتہ انتخابات کے دوران ہمارے وزیر اعظم جناب نہرو نے ان فرقہ دارانہ ذہنیت

پٹیالہ یونین میں شراب نوشی!

تازہ اطلاعات کے مطابق گذشتہ سال پٹیالہ یونین کے اندر جو شراب فروخت ہوئی اس کی مقدار اس سے پیوستہ سال سے ڈیوڑھی ہے یعنی پچھلے سال کل پچیس لاکھ بوتل شراب پٹیالہ یونین میں فروخت ہوئی۔ جس کی قیمت کا اندازہ دو کروڑ دس لاکھ روپیہ ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اس چھوٹے سے صوبہ میں ہر سال پبلک کا اتنا زیادہ روپیہ عقل و فہم کھونے اور حواس باختہ کرنے کے لئے [illegible]

ریکھ [illegible] والے افراد اور جماعتوں کی ہر جگہ مذمت کی تھی۔ اور ان کو ملک کے غدار اور پاکستان کے ایجنٹ قرار دیا تھا۔ اور کھلے لفظوں میں اس بات کا اظہار فرمایا تھا اور دہلی کے جلسوں میں کہا تھا کہ فرقہ پرست جماعتیں مثلاً راشٹریہ سیوک سنگھ۔ جن سنگھ۔ ہندو مہا سبھا ملک کی دشمن اور غدار ہیں۔ اور اب ہندوستان کے مسلمان اس پوزیشن میں نہیں کہ فرقہ پرستی اختیار کر سکیں۔

پس اگر حقیقت پر غور کیا جائے۔ تو اصل ذمہ دار اور قصوروار یہی فرقہ پرست جماعتیں ہیں۔ جو طرح طرح سے ملک کے مختلف طبقات میں تفرقہ اور افتراق پیدا کر رہی ہیں۔ اور خواہ مخواہ ایک طبقہ کے جذبات کو مجروح کر کے ملک کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں۔

پس معزز معاصر کو حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے صرف ان کمزور اور قلیل التعداد مسلمانوں پر نہ برسنا چاہیئے تھا۔ جن کے متعلق خود وزیر اعظم صاحب بے ضرر ہونے کا اظہار کر چکے ہیں۔ ہاں ملک کی کمزوری اور پستی اور اختلاف و انشقاق کی اصل جڑ کو اکھاڑنے کے لئے مناسب رنگ میں مشورہ دینا مفید ہو سکتا ہے۔ کیا وہ لوگ جنہوں نے مدراس میں ریلوے سٹیشنری سے ہندی ناموں کو کرید کر مٹایا اور دستور ہند کے ہندی نسخوں کے جلانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ معاصر کے نزدیک ملک کے وفادار اور ملک میں رہنے کے قابل ہیں۔ اور بیچارے مسلمان ہی ہر طرح مجرم اور قابل [illegible] اقتدہ ہیں۔

اندازہ لگایا گیا ہے۔ [illegible] بہت کرے۔ کیونکہ [illegible] اندازہ لگاتے ہوئے چوری چھپے شراب کشی اور شراب نوشی کو محسوب نہیں کیا جاتا۔

آزادی کے بعد چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے کے اہل بن جاتے۔ اور وہ اشیاء جو مخرب اخلاق و صحت اور حواس ہیں۔ اور جو اقتصادی نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ ان سے اجتناب کرتے۔ لیکن افسوس ہے کہ آزادی کے بعد ہمارے اہل ملک ان تمام اخلاقی حدود سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ جن کی پابندی ہر شریف انسان کے لئے ضروری ہے۔

یہ اخلاقی گراوٹ یقیناً ایک روحانی مصلح کی ضرورت کو پکار پکار کر ظاہر کرتی ہے کیونکہ کسی حکومت کا ضابطہ اور پابندیاں اور تحریص و ترہیب آج تک اس "ام الخبائث" کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ امریکہ نے بھی مقدور بھر کوشش کی اور ہندوستان میں بھی بعض صوبوں نے بندش شراب کے قانون کو پاس کیا۔ لیکن وہ شراب کشی اور شراب نوشی کو نہ روک سکے۔

اس کے مقابل پر نبی عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس اور قوت قدسیہ کو ملاحظہ کریں کہ ان لوگوں کو جو آج کی مہذب کہلانے والی دنیا سے کہیں پس ماندہ تھے۔ اور جو دن رات شراب کے نشہ میں مدہوش رہنے کے عادی تھے۔ ایک آن کی آن میں تارک شراب بنا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس شان اور کمال کو کیا ہی خوب بیان فرمایا ہے ؎

وَجَعَلْتَ دَسْکَرَۃَ الْمُدَامِ مُخَرَّبًا
وَاَزَلْتَ حَانَتَھَا مِنَ الْبُلْدَانِ

یعنی اے خدا کے رسول تو نے اپنے ایک حکم سے شراب خانوں کو ویران کر دیا۔ اور تمام ملک سے شراب کی خرید و فروخت کو بند کر دیا۔

آج بھی اگر اس روحانی دنیا کی ایک جھلک ہاں اس دنیا کی جھلک جس کو بدنام کرنے والی شراب کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ عشق الٰہی کی شراب سے سرشار رہتی ہے دیکھنی ہو تو احمدیہ جماعت کے فدائیوں کو دیکھو جن کی سینوں پر وہ اللہ تعالیٰ کی بارش [illegible] ایک [illegible] آپ کا [illegible] اور جو اور [illegible] پیا ہے جو ہر وہ دیوانہ ہو چکے محبت الٰہی سے لبریز اور فرزانگی بڑھ کر فرزانہ ہیں۔

حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) کا ذکرِ خیر

از حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ سرینگر

خاکسار پورے گیارہ سال کا تھا جبکہ ۱۹۳۲ء میں لاہور سے قادیان وارد ہوا۔ آتے ہی ایک دوست کے ذریعہ مکرم شیخ یوسف علی صاحب مرحوم کے پاس بطور نگران خانہ کے رہنے لگا۔ ان کا مکان محلہ دار الرحمت عقب مسجد دار الرحمت میں تھا۔ جہاں ساتھ ہی دوسرے مکان میں۔ ان دنوں حضرت ماسٹر صاحب مرحوم رہائش رکھتے تھے۔ ان کی دو بیویاں کشمیر کی تھیں۔ جن سے ایک یہاں رہتی تھیں۔ اور ایک اہلیہ محلہ دار الفضل میں اپنے مکان میں مقیم تھیں۔ خاکسار ابھی احمدی نہ تھا۔ احمدیہ جماعت کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتا تھا۔ عرصہ ایک سال تک شیخ صاحب کے گھر رہا۔ تعلیمی شوق پورا نہ ہو سکا۔ نگران کے تقویٰ طہارت اور اخلاقِ کریمہ نے گہرا نقش چھوڑا۔ خاکسار ان دونوں بزرگانِ سلسلہ سے بخوبی واقف ہو گیا۔ کیونکہ ان کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا رہا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خاکسار ان دونوں بزرگوں کی ہی خوش خلقی اور پاکیزگی باطنی سے متاثر ہو کر احمدی ہوا۔ اور آج تبلیغ حق کا بھی خدا تعالیٰ نے موقعہ بخشا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

مکرم شیخ صاحب مرحوم تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ جو دن رات کام میں منہمک رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے خاکسار کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکتے تھے۔ صرف رات کو ان کی خدمت و مجلس میسر آتی تھی۔ آہ آج جب وہ وقت آنکھوں کے سامنے ہے تو میں اُن کی جدائی میں اپنی حالت بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی پُر از محبت باتوں اور خاموش طبیعت سے ایسا نمونہ ملا جو خاکسار کو عمر بھر کام دے گا۔ شیخ صاحب کے ہاں سے خاکسار ماسٹر صاحب سے شناسا ہو گیا۔ پھر ان ہی کے پاس کامل چار پانچ سال رہائش کی۔ اور گھر پر بھی رہا۔ ان ہی کے ذریعہ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گیا جبکہ شیخ مصری صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ خاکسار کے داخلہ کے وقت مرحوم ماسٹر صاحب شیخ مصری صاحب سے جھگڑ پڑے تھے۔ ماسٹر صاحب مرحوم دن بھر مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے تھے۔ اور خاکسار کا خیال بار بار کلاس میں آ کر بھی رکھتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی خاکسار کو یوں محسوس ہونے لگ گیا کہ خاکسار لاوارث طور پر نہیں پڑھ رہا ہے۔ اور

ایسے ہی ہم کلاس لڑکوں کو محسوس کروا دیا۔ آپ خاکسار کی کاپیاں، کتابیں، سیاہی، ہولڈر نب، کپڑے اور کھانے پینے کا خیال رکھتے تھے کبھی کبھی کسی کام میں دیر ہو جاتی یا دوسرے گھر کی باری آتی ورنہ اپنے ساتھ روٹی بیٹھ کر کھلاتے تھے۔ خاکسار ان کی بزرگی کو محسوس کر کے حجاب کرتا تھا۔ مگر ماسٹر صاحب مرحوم بے تکلف تھے۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ مرحوم کئی ایک طلباء کا خیال رکھتے تھے۔ جیب میں پنسلیں، ہولڈر، قلمیں ڈال کے رکھتے تھے سکول میں جب کسی نادار طالب علم کو ضرورت پیش آئی۔ اس کے محلہ کے کسی لڑکے سے پوچھتے تھے۔ پھر فوراً ضرورت پوری کر دیتے تھے۔ کتنے ہی طالب علم تھے۔ جن کو میرے ذریعہ قلمیں دواتیں۔ سیاہی۔ کتب وغیرہ تقسیم کرواتے۔ اور خاکسار کو سختی سے یہ حکم تھا۔ کہ اس کا بشارت احمد صاحب کی والدہ یا کسی دوسرے اہل خانہ کو علم نہ ہونے پائے وغیرہ۔ کئی بار نادار بچے خود آ کر ماسٹر صاحب کو علیحدگی میں کہتے۔ ماسٹر صاحب جی آج قلم نہیں یا آج سیاہی نہیں۔ فوراً جیب سے نکال کر دے دیتے۔ بچے خوشی خوشی اچھلتے کودتے سکول پہنچ جاتے کتنی بار راستہ چلتے ہوئے بچوں نے اپنی ضروریات ماسٹر صاحب مرحوم سے مانگیں جیسے کوئی بڑی امید سے اپنے والد سے مانگ رہا ہے۔ اکثر محلہ دار الرحمت والے مکان میں بھی سوتے تھے۔ وہاں ایک بڑی چارپائی بیٹھک میں پڑی رہتی تھی۔ خاکسار وہاں ہی سوتا تھا۔ جس دن ماسٹر صاحب اس گھر تشریف لاتے تھے اکٹھے خاکسار کے ساتھ ہی سو جاتے تھے۔ کیونکہ اور چارپائی نہ ہوتی تھی۔ بہت صبح نماز تہجد کے لئے اُٹھتے تھے۔ اُٹھتے ہی پہلے چارپائی پر ڈنڈ پیلنے شروع کر دیتے تھے۔ ایک دن مذاق کے رنگ میں خاکسار نے ماسٹر صاحب سے دریافت کیا کہ آپ یہ کیا (ورزش) کرتے ہیں۔ جھٹ فرمایا اُٹھو۔ اُٹھو تم بھی ورزش کرو۔

خاکسار سے اسی وقت ورزش کرائی اور جب میرا سانس پھول گیا تو فرمانے لگے جب میں جزائر انڈیمان میں تھا تو مجھے بار بار بخار ہو گیا۔ میرے ایک انگریز دوست نے یہ نسخہ بتلایا تھا کہ خالی پیٹ سویرے ہی ورزش کر لیا کرو۔ اس سے آج ۵۰ سال تک مجھے پھر بخار نہیں ہوا یہ بات میرے دل میں اسی وقت سے لکھی جا چکی ہے۔ اور خالی پیٹ ورزش کرتا ہوں۔ ۱۸-۱۹ سال سے خاکسار کو بھی میریا نہیں ہوا۔ بعد ازاں جب خاکسار نے طب پڑھی تو معلوم ہوا کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے جسم میں کیا کیا تغیرات ہوتے ہیں۔ اور طلوعِ عمل کے وقت کیا کیا فائدے ہوتے ہیں۔

ماسٹر صاحب ملہم اور معبر بھی تھے۔ بچوں کی خوابیں سنتے تھے اور تعبیر بتلاتے تھے۔ کئی دفعہ ان کو میری موجودگی میں رویائے صادقہ ہوئی اور پوری ہوئی۔ اس وقت سے خاکسار کو وحی الہام اور سچی وہبی خوابوں کی تمیز و تعریف آ گئی۔ ورنہ بڑے بڑے مولوی اور دلق پوش صوفی ٹکریں مارتے دیکھے گئے۔ دیوبند سے ۱۲ سال لگا کر آئے مگر تعریف وحی کے لئے بزرگانِ سلف و امام غزالی وغیرہ کے دفاتر کی پڑتال کرتے ہیں اور صحیح تعریف نہیں کر سکتے۔ چونکہ دل اس کیفیت سے ناواقف ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ذیلدار ڈلہ وغیرہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام پر گفتگو ہوئی۔ ماسٹر صاحب نے دعا کی۔ اور خواب میں بتلایا گیا کہ یہ ذیلدار ایک سال تک مر جائے گا۔ لہذا ایک کارڈ اپنے نام کا لکھا اس پر خواب لکھی اور اس کو بھی خبردار کیا۔ سال گذرنے پر مذکورہ ذیلدار مر گیا۔ جس کا اثر اس کے واقفین سکھ احباب پر بہت ہوا۔ ایک بار خاکسار سے کہا تمہیں کوئی خواب آوے تو مجھے بتانا۔ میں نے کہا کہ ماسٹر صاحب مجھے بچپن سے ایک خواب خوب یاد ہے۔ فرمایا۔ بتاؤ۔ خاکسار نے یہ خواب سنائی جو ۷ سال کی عمر میں دیکھی تھی۔ اور ماسٹر صاحب نے اس کی تعبیر فرمائی تھی "خاکسار نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سفید شفاف روئی کے بہت بڑے گٹھے کی شکل میں متمثل ہو کر ایک بہت بڑے پرانے قبرستان پر شرملہ کے بنے ہوئے سیاہ چمکدار تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ بے شمار مخلوق عاجزی سے کھڑی ہے۔ خاکسار بھی وہاں ہے۔ اچانک خاکسار اور خاکسار کے ایک برادر کو حکم ہوتا ہے کہ یہ پانی سے بھرے ڈبے ورتن لے لو۔ (برتن کدو کے خشک شدہ چھلکے سے بنے ہوئے تھے) اور پرانی بوسیدہ قبروں پر ڈالتے چلے جاؤ۔ اور یہ پانی ختم نہ ہو گا۔ اب بھی مجھے خوب یاد ہے کہ جب خاکسار قبروں میں پانی ڈالتا تو پانی سے امرِ الٰہی کے بموجب ایک ایک قبر سے لاکھ لاکھ انسان ٹڈی دل کی طرح نکلنے لگے اور عرش الٰہی کے آگے جا کھڑے ہونے کے لئے دوڑتے اور اسی طرح نکلتے"

جب یہ خواب ماسٹر صاحب نے سُنا تو بہت خوش ہوئے فرماتے لگے تم محنت سے پڑھو تم کو اسلام کا مبلغ بننا ہے۔ اس کے بعد خاکسار کو بغور پڑھاتے تھے اور دعائیں بھی کرتے تھے۔ مرحوم عجیب خصوصیات کے مالک تھے۔ تبلیغی جوش بہت تھا۔ انہیں موٹی قلم کے لکھے ہوئے اشتہار۔ تبلیغی ٹریکٹ۔ گتوں پر چسپاں شدہ لے کر کبھی خاکسار کو ہمراہ لے کر نکلتے تھے گاؤں میں جاتے۔ بٹالہ امرتسر جاتے اور خاکسار کے گلے میں لٹکاتے اور ساتھ رکھتے۔ مجھے شرم سی آتی تھی۔ ایک دن مجھ سے لے کر کہا ایسے لٹکاؤ اور اپنے گلے میں لٹکا کر چلنے لگے اس سے خاکسار کا حجاب بھی اُٹھ گیا۔ نہایت روح پرور نصائح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل تبلیغی حالات سنا کر اس قسم کی تحریص پیدا کرتے تھے کہ خاکسار آبدیدہ ہو جاتا تھا اور خود بھی آبدیدہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ خاکسار نے براستہ ایبٹ آباد کشمیر آیا۔ تو مرحوم ماسٹر صاحب نے اشتہاروں اور تبلیغی ٹریکٹوں کا ایک بنڈل بندھوایا۔ اور خود قادیان کے سٹیشن پر چھوڑنے تشریف لائے۔ اور خاکسار ان کی جدائی میں آبدیدہ ہو گیا۔ خود گلے لگایا اور فرمایا خط ڈالتے رہنا۔ اور اشتہارات ایبٹ آباد۔ مانسہرہ اور کشمیر میں تقسیم کرنے کی تاکید فرمائی۔ ماسٹر صاحب مرحوم کی ہدایت کے مطابق خاکسار نے ٹریکٹ تقسیم کئے۔ کشمیر میں اپنے گاؤں اور اردگرد کے دیہات وغیرہ میں تقسیم کئے علماء اور معززین دیہات نمبرداران، پٹواریان وغیرہ میں تقسیم کئے۔ جس سے پہلی بار ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ خاکسار ابھی طالب علم ہی تھا مگر گاؤں کے بڑے بڑے ملا گھبرانے لگ گئے۔ اور بات کرنے کے لئے مقابل پر کوئی نہ آیا۔

آج بے شک حضرت ماسٹر صاحب مرحوم وفات پا چکے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان زندہ مردانِ خداوند میں سے ہیں۔ جو ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پورے جوش سے حاصل کیا۔ جاری رکھے۔

اے اللہ تو ان کے درجات کو بلند فرما۔ اور ہمیں بھی اپنے فضل سے بخشش دے۔ آمین۔
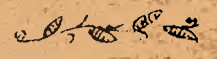
اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مفکرین مغرب کے خیالات

از مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی قادیان

اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلعم کی عظمت نے نہ صرف اپنوں کے دلوں پر اثر ڈالا ہے بلکہ بیگانے بھی اس کی سچائی کے قائل ہیں۔ ان میں اتنی خوبیاں اور اچھائیاں ہیں کہ ہر شخص جس میں ذرا بھی انصاف کا مادہ ہو ان کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چاہے اس کو اسلام اور بانیٔ اسلام سے اختلاف بھی ہو۔ لیکن وہ ان کی بڑائی کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ذیل میں مفکرین کے کچھ خیالات ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ ان علماء و مفکرین کی آراء سے جو یقیناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں سے نہیں۔ بلکہ بعض ان میں سے شدید مخالف بھی ہیں۔ حضرت سرور عالم کی شان اقدس کا کسی قدر اظہار ہوگا۔

۱۔ (حضرت) محمد (صلعم) کو ان کے سادہ کلام اور آسان دین کی وجہ سے بہت بڑا امتیاز حاصل ہے۔ انہوں نے وہ کام انجام دیئے۔ جس سے عقلیں حیران ہیں۔ اور زمانے نے کبھی ایسے عظیم الشان مصلح کا مشاہدہ کیا ہی نہیں۔ کہ جس نے سوتی ہوئی قوموں کو آن کی آن میں جگا دیا ہو اور اخلاق حسنہ کو عام کر دیا ہو۔ اور نقطۂ نظر سے ہم میں تناسل کی شان کو بالا کر دیا جس طرح کہ محمد (صلعم) نے کر دکھایا۔ (قول مرولیم میور منقول از الذکرٰی مطبوعہ مصر)

۲۔ (حضرت) محمد (صلعم) عیسائیوں کے ساتھ احسان کرنے والے تھے عادل تھے اور ان کے ساتھ نہایت ہی منصف تھے۔ انہوں نے اپنے متبعین کو بھی وصیت کی ہے کہ وہ عیسائیوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں۔ ان کو ان کے مذہبی معاملات میں مجبور نہ کریں۔ بلکہ وہ جس طرح چاہیں اپنے مذہبی فرائض ادا کریں۔ ان کو اس چیز میں بالکل آزادی دیں اور ان کے معابد کی حفاظت کریں۔ ہر ظلم و تعدی سے ان کو محفوظ رکھیں ... کا احترام کیا جائے جو مومنوں سے قریب تر ہیں۔ نبی عربی (صلعم) کے لئے یہ کافی عظمت ہے کہ انہوں نے عدل و اخوت۔ آزادی و مساوات کی تعلیم کو (بصورت اسلام) عام کر دیا وہ اور ان کے خلفاء جو نے اس پاک اور ہمیشہ رہنے والی تعلیمات کو صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ عمل سے اپنایا اور دنیا کے تاریک ٹکڑے کو خوبیوں، بزرگیوں اور جلالتوں کا مرکز بنا دیا (پادری حنا خیراللہ کی رائے منقول از الذکرٰی مطبوعہ مصر)

۳۔ اے شہر مکہ کے رہنے والے اور بزرگوں کی نسل۔ اے آباؤ اجداد کے مجد و شرف کو زندہ کرنے والے۔ اے سارے جہان کو غلامی سے نجات دلانے والے۔ دنیا آپ پر فخر کر رہی ہے۔ خدا کا شکر اس کی نعمت پر ادا کر رہی ہے۔ اے ابراہیم خلیل اللہ کی نسل۔ اے وہ جس نے عالم کے لئے اسلام کی نعمت بخشی۔ تمام لوگوں کے قلوب کو متحد کر دیا اور خلوص کو اپنا شعار بنایا۔ اے وہ کہ جس نے اپنے دین میں انما الاعمال بالنیات کی تعلیم دی۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور بہت ہی ممنون ہیں۔ (سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر ایسٹن از لائف آف دی ہولی پرافٹ)

۴۔ (حضرت) محمد (صلعم) انسانیت کے سب سے بڑے خیر خواہ و محسن ہیں۔ ایشیا جتنا اولاد پر فخر کرتا ہے۔ تو اس وحید الدہر اور اکبر الرجال شخص (حضرت محمد صلعم) کی ذات والا صفات پر فخر کرنا واجب اور ضروری ہے۔ بہت بڑا ظلم ہوگا کہ ہم (حضرت) محمد (صلعم) کی ستائش میں کوئی کمی کریں۔ آپ اس وقت تشریف لائے جبکہ عرب نہایت ہی وحشتناک زندگی گذار رہے تھے۔ کہ یکایک آپ کے اعلان نبوت سے ان کی حالت کایا پلٹ ہو گئی۔ اور اسلامی دین نے لکھوکھا انسانوں کے قلوب کو منور کر دیا۔ (حضرت) محمد (صلعم) کی بعثت میں شک کرنا گویا اس قدرت الٰہی میں شک کرنا ہے جو کہ تمام کائنات عالم پر ہے۔ (قول مسٹر جان اڈ پرانٹ بحر)

۵۔ میرا بہت ہی پختہ اعتقاد ہے کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جب کہ عیسائی قوم کے سردار اور نصرانیت کے زعماء اس بات پر متفق ہو جائیں گے۔ کہ (حضرت) محمد (صلعم) نبی تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو حقیقتاً مبعوث فرمایا تھا۔ (بیان باسورتھ سمتھ)

۶۔ یورپ کے بہت سے مؤرخین و سوانح نگار جنہوں نے (حضرت) محمد (صلعم) کی سیرت کے متعلق کچھ لکھا ہے۔ انہوں نے آپ کی زندگی و سیرت کو بجا طور پر پیش کیا ہے۔ اور بہت سے جھوٹے الزامات اور اتہامات اس میں لگائے ہیں۔ مثلاً لوگوں کا آپ پر الزام لگانا آپ ظالم تھے، سرکش تھے، خون بہانے کے عادی تھے وغیرہ۔ آپ پر سنگدلی اور ظلم کا اتہام ایسا غلط ہے کہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ جب ہم تاریخ کے ورق گردان کرتے ہیں۔ اور اس معاملہ کے بارہ میں کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ (حضرت) محمد (صلعم) کے اخلاق میں ظلم و سنگدلی کا کہیں نام و نشان نہیں۔ بدر کے قیدیوں کے ساتھ آپ کا سلوک ان کے ساتھ آپ کی مہربانی، دشمنوں کی ایذا رسانی پر آپ کا صبر، بچوں اور مریضوں پر آپ کی شفقت اور ان لوگوں کی معافی جو آپ سے کامل اکتالیس برس تک ... جدال کرتے رہے اور طرح طرح کے ظلم و مصائب کے پہاڑ ڈھاتے رہے یہ سب واقعات ہمارے دعوے کی روشن دلیلیں ہیں (مقالہ لین پول منقول از انسائیکلوپیڈیا)

۷۔ (حضرت) محمد (صلعم) کی عقل ان عظیم ترین عقلوں میں سے تھی جن کا وجود دنیا میں عنقا کا حکم رکھتا ہے۔ وہ معاملہ کی تہ تک پہلی ہی نظر میں پہنچ جایا کرتے تھے۔ معاملات میں نہایت ہی اتحاد اور انصاف سے کام لیتے۔ دوست دشمن، امیر و غریب، قوی و ضعیف ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کرتے۔ آئے دن کی بڑی بڑی فتوحات (حضرت) محمد (صلعم) کو مغرور و متکبر نہ کر سکیں۔ جیسا کہ دستور کے مطابق ایسے موقع پر لوگ ہو جایا کرتے ہیں۔ وہ اپنی شخصیت سے متاثر نہ ہوتے۔ جب کہ آپ کی قوت، جبروت، عروج انتہا کو پہنچا تب بھی وہ اپنے معاملات میں پہلے جیسے تھے۔ آپ جب کسی مجلس میں آتے اور کوئی معمول کے خلاف آپ کی تعظیم و تکریم میں زیادتی کرتا تو آپ اس پر ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ مال غنیمت آپ پر بارش کی طرح برستا۔ لیکن آپ اس کو دعوت اسلامی کی نشر و اشاعت میں صرف فرماتے یہاں تک کہ اکثر اوقات ان کا خزانہ فقیروں کی دستگیری کے باعث ہمیشہ خالی رہتا۔ (از تقریر سر ملیکاٹر)

۸۔ (حضرت) محمد (صلعم) گذشتہ اور موجودہ لوگوں میں سب سے اکمل اور افضل تھے۔ اور آئندہ ان کا ثانی پیدا ہونا محال اور قطعاً غیر ممکن ہے۔ (بیان ڈاکٹر شبلی)

۹۔ جس نے (حضرت) محمد (صلعم) کی صداقت اور سچائی کا انکار کیا حقیقتاً وہ آپ کی ذات گرامی سے اور سیرت پاک سے ناآشنا اور جاہل ہے۔ جب لوگ ضلالت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں میں تھے۔ خالق و مخلوق کے تعلقات کو بالکل بھلا بیٹھے تھے۔ تو (حضرت) محمد (صلعم) نے ان کو ہدایت کے نور سے منور فرمایا۔ فطری و طبعی اصول و قوانین بنائے اور بجائے تثلیث کے لغو عقیدہ کے وحدانیت کے پاک عقیدہ کا اعلان فرمایا۔ یہی چیز اسلام کی اصل ہے۔ اور آپ کی کامیابی کی کنجی۔ (نظریہ مسٹر میمیر فرانسیسی منقول از الذکرٰی)

۱۰۔ (حضرت) محمد (صلعم) طبیب حاذق، اعلےٰ مقنن اور عظیم الشان جرنل تھے اور ان دعووں کی تصدیق آپ کے اقوال و احادیث کی چھان بین کرنے والے پر مخفی نہیں۔

آپ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکا دیا۔ کیا اب بھی کوئی آپ کے معجزات کا انکار کر سکتا ہے۔ کہ وہ خداوند کریم کے فرستادہ نہیں تھے (منقول از لیکچر مسٹر ڈیلن)

۱۱۔ کسی پر یہ مخفی نہیں کہ عیسائی عموماً دین اسلام اور اس کی اصلیت سے واقف نہیں ہیں بلکہ خود مسلمانوں میں سے بھی کئی ایسے ہیں جو دین اسلام سے غافل اور نابلد ہیں۔ اسلام اللہ تعالےٰ کو ایک، محمد، موسےٰ اور عیسےٰ (علیہم السلام) کو اس کے نبی اور رسول کہتا ہے۔ بلا کسی شک و شبہ کے کہا جا سکتا ہے کہ (حضرت) محمد (صلعم) اللہ تعالےٰ کے نبی اور رسول تھے۔ نہ صرف رسول بلکہ جلیل القدر اور عظیم الشان رسول تھے۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو حلقہ بگوشان اسلام کی تعداد کو کروڑوں تک پہنچا دیا۔ اور دوسری طرف ان کے اندر وہ روح پھونک دی جس کے ذریعہ انہوں نے ایران و روم کی عظیم سلطنتوں کو اپنے قدموں پر لا ڈالا۔ (بیان مسٹر کسلوزان)

۱۲۔ (حضرت) محمد (صلعم) دین اسلام کی بنیاد عبادت اور تہذیب نفس پر رکھی۔ کل تعلیمات کا قدر مشترک یہ ہے کہ نفس کو مغلوب و مہذب بنایا جائے۔ اس عظیم الشان دین نے دنیا کے سامنے توحید کے عقیدہ کو اس طرح پیش کیا کہ سینکڑے نہیں بلکہ بے شمار انسانوں کی تعداد اسلام کی

غلامی کو ترقی جانے لگی۔ حد ہو گئی کہ تہذیب و تمدن سے کوسوں دور افریقہ کے حبشی اور جزائر ہند کے وحشیوں نے بھی جاں نثاران اسلام کی فہرست میں اپنا نام لکھوایا۔ اسلام نے لوگوں کو اس بات کی تعلیم دی کہ وہ اپنے کل ارادوں کو خدائے قدوس کی مشیت پر چھوڑ دیں۔ یہی چیز تھی جس نے بے شمار انسانوں کو اسلام کا متوالا اور شیدا بنا دیا۔ اور یہی اسلام کی قوت جاذبہ تھی جس نے نصف کرۂ ارض سے زیادہ کو مئے ہلا کر سرشار کر دیا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ ان کا قول بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ (فرانسیسی فلاسفر والٹیر کی تصریحات منقول از دی ہولی پرافٹ محمد)

۱۳۔ بعض لوگ عربی کی ناواقفیت اور جہالت کی بنا پر قرآن کو پڑھ کر ہنستے ہیں۔ اگر وہ نبی (صلعم) کو اس فصیح و بلیغ اور دل ہلا دینے والی زبان و عبارت سے لوگوں کو تبلیغ و ہدایت کے درس دیتے ہوئے سنتے تو ان کی طرح یہ بھی سربسجود ہو کر بے اختیار چیخ اٹھتے کہ اے اسلام کے سچے پیغمبر ہم کو ذلت و ہلاکت کے گڑھے سے نکال کر عزت و نجات کی بلندیوں پر پہنچا دے (بیان جان بینیک روڈ منقول از الہدایۃ)

۱۴۔ (حضرت) محمد (صلعم) سچے اور امین تھے۔ پاکباز اور غمگسار تھے۔ نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ جو (حضرت) محمد (صلعم) پر نازل ہوا تھا۔ اس کی فصاحت و بلاغت اور آیات عربیہ کو دیکھ کر ممکن نہیں کہ کوئی ذی عقل انسان اس کو (حضرت) محمد (صلعم) کا یا اور کسی انسان کا کلام کہنے کی جرأت کر سکے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ قرآن خدا کا کلام نہیں یہ محمد (صلعم) کا بنایا ہوا ہے۔ اس کے اندر نحوی اور صرفی غلطیاں ہیں وغیرہ۔ ان کا یہ کہنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ قرآن واقعی کلام اللہ ہے۔ اور تمام غلطیوں سے پاک اور منزہ ہے۔ (حضرت) محمد (صلعم) واقعی نبی ہیں اور دشمنوں کے ہر اتہام سے کوسوں دور ہیں رعونت اور تکبر کا تو آپ میں نام تک نہ تھا۔ بکریاں خود چراتے اور دوہا کرتے۔ کپڑے خود ہی ٹھیک کیا کرتے۔ اور اپنے جوتے وغیرہ بھی خود ہی سی لیا کرتے۔ قناعت کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر آپ نے جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ باوجود اس کے کہ عرب سارا کا سارا آپ کے ایک اشارے پر جان دینے کو تیار تھا لیکن کبھی آپ نے کسی مرتبہ اور جاہ کی تمنا نہیں کی۔ (از مقالات کاؤنٹ ہنری کیم)

۱۵۔ قتل و غارت گری کے شعلے جبکہ عرب کے اندر بھڑک رہے تھے۔ حسد و بغض اور کینہ کی مسموم ہوائیں چل رہی تھیں۔ جہالت اور دہریت کے ڈنکے چار دانگ عالم میں بج رہے تھے۔ شرک و بت پرستی کے بازار گرم تھے۔ اس وقت (حضرت) محمد (صلعم) کا ظہور ہوا۔ آپ نے دنیا کی بساط الٹ دی۔ نظریات بدل دیئے۔ خیالات میں تغیر پیدا کر دیا ہر قسم کے تفرقے مٹا کر سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ الحاد۔ دہریت۔ کفر اور شرک کی بجائے وحدانیت اور ایمان کی مشعل روشن کی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک مسلمان ہی مسلمان نظر آنے لگے۔ اور عالم کا اکثر و بیشتر حصہ مسلمانوں ہی کے تسلط میں آ گیا۔ یورپ اسلام کی برق رفتار نشر و اشاعت اور غیر معمولی قوت و ہیبت کا سبب تلوار اور صرف تلوار بتلاتا ہے۔ لیکن وہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر قوت یعنی قوت الٰہی سے بالکل غافل اور بے خبر ہے۔ (ایک اطالوی ادیب کی رائے منقول از انسائیکلو پیڈیا)

۱۶۔ اسلام ہرگز بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ان کا قول بالکل غلط اور سراپا جھوٹ ہے کیونکہ اسلام کی تعلیم کا تمام تر خلاصہ بس یہی ہے کہ نوع انسانی صلح و سلامتی کی زندگی بسر کرنے کی اہل ہو جائے اور اس کو ہدایت و اصلاح کی منازل رفیعہ حاصل ہو جائیں۔ (اقتباس لیکچر مسٹر آرنلڈ)

۱۷۔ (حضرت) محمد (صلعم) نے ایسا بہترین مذہبی اور سیاسی قانون دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کہ جس نے نہ صرف ان کے ساتھیوں (صحابہؓ) کو دنیا کی تمام شخصیتوں سے بلند و بالا کر دیا۔ آپ کا پیش کردہ قانون کہ جو صدیوں سے مختلف قوموں اور اقطاع عالم کے بسنے والوں کے قلوب پر حکومت کرتا چلا آ رہا ہے حقیقت تو یہ ہے۔ کہ یہ آپ کا ایک معجزانہ کرشمہ ہے کہ جس نے بڑے بڑے فاتحین اور معزز مذہبی پیشواؤں کو نیچا کر دکھایا۔ (انگریز مورخ فینل کے تاثرات منقول از لائف آف ہولی پرافٹ)

۱۸۔ ہم کو پرانے زمانے میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی دین نے قبولیت عام کا بلند ترین مرتبہ حاصل کیا ہو۔ مگر اسلام اپنی اس عدیم النظیر کامیابی میں بالکل منفرد ہے۔ دنیا کا کوئی دین اور کوئی مذہب اس معاملہ میں اس کا ہمسر اور ہم مرتبہ نظر نہیں آتا (تحقیق از مورخ فاؤن جان سمتھ)

۱۹۔ عین اس وقت جبکہ غیر مسلم اقوام عبودیت اور غلامی کی بھاری زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ اسلام نے آزادی اور مساوات کے غلغلوں سے تمام عالم کو گرما دیا۔ اس باب میں خود شارع اسلام کا بیان ہے۔ الخلق کلھم عیال اللہ۔ (تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے)

آج امریکہ تحریم شراب کے لئے کس قدر کوشاں ہے اور کس سختی کے ساتھ اس لعنت سے انسانوں کو محفوظ کرنے کے لئے منہمک ہے۔ لیکن باوجود سختی اور جبر و تشدد قوتوں کے امریکہ اس مقصد میں ناکام ہے۔ مگر محمد (صلعم) کے ایک اشارہ نے شراب کے شیدائیوں کو نہ صرف شراب خوری سے الگ کر دیا۔ بلکہ تمام نشیلی چیزوں سے بچا لیا۔ کیا یہ آپ کے معجزات کا ادنیٰ سا کرشمہ نہیں؟

(حضرت) محمد (صلعم) کی تاریخی زندگی کی تعریف ان معجزانہ الفاظ سے ہی بہتر ہو سکتی ہے۔ جن کو بزبان محمد (صلعم) قرآن مجید میں نقل کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (اور اس ارشاد کی تائید میں تاریخ بھی بتلاتی ہے) آپ ہر ضعیف اور ہر محتاج کے لئے سب سے بڑی رحمت تھے محمد (صلعم) یتیموں، مسافروں، ضعیفوں، حقیروں اور بیکسوں کے لئے واقعی حقیقی رحمت اور نعمت تھے۔ عورت جو تمام عالم کے نزدیک ذلیل تھی وہ آپ ہی کی رہین منت ہے۔ (از مقالات پروفیسر لیک)

۲۰۔ قرآن کی زبان، فصاحت و بلاغت کو دیکھنے کے بعد ممکن نہیں کہ اس کو کسی بشر کا کلام کہا جا سکے (بیان مسٹر بارٹلمی سنٹلر منقول از دی ہولی قرآن)

۲۱۔ میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ بشریت اور انسانیت کا نجات دہندہ اگر کوئی دین ہو سکتا ہے تو وہ دین اسلام ہے وہ دن دور نہیں کہ تمام یورپ حلقہ بگوش اسلام ہو جائے گا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ یورپ میں اب اس کی ابتدا ہو چکی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا دشمن ہے۔ حاشا وکلا اسلام کے متعلق اگر سچ پوچھو تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کا سچا حامی اور پکا مؤید ہے۔ (مقالات برنارڈ شا)

۲۲۔ محمد (صلعم) امیر و غریب سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرتے تھے یقیناً وہ سچے نبی تھے۔ اللہ نے ان کو آدمیوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا تھا (قول مسٹر مارکو ڈاڈ)

۲۳۔ محمد (صلعم) مہربان اور شفیق تھے۔ مریضوں کی عیادت اور فقیروں کی عزت کرتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے۔ اپنے کپڑے وغیرہ خود ہی درست کر لیا کرتے تھے۔ اور جب وہ بہت بڑے برگزیدہ نبی تھے۔ (مسٹر لین پول کیرکٹر آف محمد)

۲۴۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے عیسائیوں کے ساتھ اتنے احسانات کئے ہیں کہ قلم اس کا احاطہ تحریر میں نہیں لا سکتا۔ مسلمانوں نے اپنی غیر مسلم رعایا کے جان و مال کی ہر طرح حفاظت کی۔ اور ایسی جگہوں میں ان کو آرام و آسائش پہنچائی۔ جہاں اگر خود عیسائی افسر ہوتے تو کسی کلمہ گو کو زندہ نہ چھوڑتے مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر نرمی اور شرافت کا برتاؤ کیا۔ نہ ان کو ہلاک کیا نہ اُن کے معابد کو گرایا نہ اُن کی جائدادیں غصب کیں۔ برخلاف اس کے عیسائی فاتحین نے مسلمانوں پر جو جو مظالم روا رکھے وہ حد بیان سے باہر ہیں بیت المقدس کو جب انہوں نے فتح کیا تو نہ معلوم کتنے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا کتنوں کو زندہ درگور کتنوں کو نذر آتش کیا۔ معلوم نہیں کتنے بچے یتیم اور کتنی عورتیں رانڈ ہوئیں۔ مساجد کو مسمار کیا مسلم خواتین کی عصمت دری کی معصوم بچوں کو ان کی ماؤں کی گودوں سے لے کر ان کے سامنے دہکتی آگ میں ڈال دیا۔ مؤرخین کا اجماع ہے۔ کہ اس موقعہ پر ستر ہزار مسلمانوں کو مسیحیوں نے اجل کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی طرح جب سپین عیسائیوں نے فتح کیا تو مسلمانوں پر کوئی دقیقہ ظلم و ستم اٹھا نہ رکھا۔ (بیان مسٹر جرجی زیدان)

۲۵۔ نبی آخر الزمان (محمد صلعم) بلند ترین اخلاق کے حامل، مفکر بے مثال اور بہت ہی صائب الرائے تھے۔ آپ کی گفتگو معجزانہ ہوا کرتی تھی۔ آپ بہت بڑے بزرگ اور مقدس ترین نبی تھے (مورخ ارونگ از لائف آف محمد)

۲۶۔ میرا یہ عقیدہ نہیں کہ اسلام عیسائیت سے کسی طرح کم ہے مسلمان ہمیشہ اس بات کے قائل اور معتقد ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کا دین حق تھا۔ ہاں مگر اب محمد (صلعم) کی وحی نے ما قبل آدیان کو منسوخ کر دیا۔ جس میں مسیح دین بھی آ گیا۔ (نظریہ ڈاکٹر کریسٹن)

۲۷۔ دین اسلام کی بنیاد اور اس کا اساس بہت ہی بسیط چیز ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک اور محمد (صلعم) کو خاتم النبیین تسلیم کرنا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے۔ جو اس زمانے کے کسی علم کے خلاف نہیں۔ (قول مسٹر گلسٹاف لیبان منقول از الذکریٰ مطبوعہ مصر)

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ ہو)

میں حضرت بابا نانک صاحب سے کیوں محبت کرتا ہوں

(۲)

جناب گیانی عباد اللہ صاحب کے ایک مضمون کا ترجمہ ناظرین بدر کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم ان کی اسی مضمون کی دوسری قسط کا ترجمہ پیش کرتے ہیں گیانی صاحب موصوف کا یہ مضمون بھی رسالہ نویاں قیمتاں دہلی کے مارچ ۱۹۵۱ء کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کے آخر میں یہ نوٹ بھی دیا گیا ہے:۔
"گیانی عباد اللہ صاحب نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ مضمون بابا نانک صاحب سے متعلق لکھ کر بھیجا ہے۔ جسے پڑھ کر سکھ بھائیوں کے دل میں مسلمانوں کا احترام بڑھے گا۔ اس مضمون کی پہلی قسط فروری کے پرچہ میں شائع ہوئی تھی۔ ایسے مضامین مختلف مذاہب پیرو کاروں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے میں بہت مدد ہو سکتے ہیں"۔ (ایڈیٹر نویاں قیمتاں)
ہم جناب گیانی صاحب کے اس مضمون کا اردو ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں (ایڈیٹر بدر)

جب بابا نانک صاحب نے خود کو ایک شاعر کی حیثیت میں بھی دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ چنانچہ آپ کا اپنا ہی ارشاد ہے کہ

کرے کرائے سب کچھ جانے
نانک شاعر اِوْ کہت ہے
(آسا محلہ ۱ صفحہ ۴۳۷)

یعنی نانک شاعر ایوں کہتا ہے سچے پروردگار
(دھناسری محلہ ۱ صفحہ ۶۶۰)

شاعر اور کوی دنیا میں بہت ہوئے ہیں۔ آج بھی بھارت اور پاکستان میں شاعروں کی کوئی کمی نہیں۔ لیکن ہر ایک شاعر کامیاب نہیں ہوتا۔ کامیاب شاعر وہی کیا ہو سکتا ہے جس کی نظم شاعرانہ مبالغوں سے پاک ہے۔ یعنی جس میں سیدھے سادھے الفاظ میں کسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہو۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ سمجھدار شاعروں نے نہ صرف مختلف ملکوں اور مختلف قوموں کی زبانوں کو ہی چار چاند لگائے ہیں اور دنیا کی معزز زبانوں میں جگہ دلائی بلکہ ان قوموں کی قسمت کو بھی پلٹ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی تاریخ میں اُن شاعروں کا نام زندہ ہے۔ اور جب کبھی کوئی مورخ کسی ایسے شاعر کا ذکر کرتا ہے تو ادب سے اپنی گردن جھکا دیتا ہے۔ اسی بات کے پیش نظر شیخ سعدی نے شاعری کو "جزویست از پیغمبری" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ یعنی شاعری پیغمبری اور نبوت کا ایک جزو ہے۔ جس طرح نبی کے ذریعہ دنیا میں ایک پلٹ جاتا ہے۔ اور ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اچھا شاعر بھی قوموں میں ایک نئی جان ڈال دیتا ہے۔ ۔۔۔ ایک پنجابی شاعر نے "ہندی" کا قول ۔۔۔

ہندی دی شاعری کی
پیغمبری سچ پوری

میرے خیال کے مطابق شاعری کو پورا پیغمبری کہنا ایک حد سے بڑھا ہوا شاعرانہ مبالغہ ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ایک اعلیٰ شاعر اور اچھے کوی کا کلام قوموں کے معیار بلند کرتے ہیں اور ان کی کایا پلٹنے میں بہت بڑا مدد ہوتا ہے۔

پیارے نانک کے شیریں اور رسیلے کلام میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں۔ جو کسی اچھے شاعر کے کلام میں ہونی چاہئیں۔ آپ نے اپنے کلام میں کسی جگہ بھی کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں کیا۔ اور نہ ڈوبتے سورج کا پیلا پن۔ اور گلاس پر پڑ رہے سایہ کا کالا پن بیان کرنے میں اوراق سیاہ کر ڈالے ہیں آپ نے جو کچھ بھی بیان کیا ہے۔ وہ بہت ہی سادہ اور عام فہم ہے۔ آپ نے کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مطالب بیان کئے ہیں۔ تا کہ بڑے بڑے دانا بھی اور عام لوگ بھی ایک جیسا سرور حاصل کر سکیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بابا صاحب کی نظمیں "معجزانہ کلام" کا درجہ رکھتی ہیں بسلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بابا صاحب کے اشعار کی خوبیوں اور اُن میں مذکورہ مضمونوں کو مدنظر رکھ کر فرمایا ہے کہ:۔

ان کے اشعار جو حقائق و معارف سے
پُر ہیں اعلیٰ درجہ کی کرامت ہیں"۔
(ست بچن صفحہ ۱۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بابا صاحب کے پاکیزہ کلام کو بابا صاحب کی کرامت اور معجزہ بیان کیا ہے۔ جب میں سکھ لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہوں تو مجھے پتہ چلتا ہے کہ بابا صاحب نے خود بھی اپنے کلام کو ہی اپنا معجزہ ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ بھائی گورداس صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔

سدھ بولے سن نانکا توہے جگ نوں کرامات دکھلائی
کجھ دکھائے اساں نوں بھی توں کیوں ڈھل ایہی لائی
(واریکم پوڑی ۴۲)

یعنی سدھوں نے بابا صاحب سے کہا کہ آپ دنیا میں معجزے اور کراماتیں دکھا رہے ہیں ہمیں بھی کوئی نشان اپنا دکھلاؤ۔

بابا صاحب نے بقول بھائی گورداس سدھوں کے اس سوال کا جواب مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا۔

بابا بولے ناتھ جی اساں دیکھن جوگی وست نہ کائی
گُر سنگت بانی بناں دوجی اوٹ نہیں ہے رائی
(واریکم پوڑی ۴۲)

بھائی گورداس کے اس قول سے ظاہر ہے کہ جناب بابا نانک صاحب نے سدھوں کے سوال کے جواب میں اپنے کلام کو اپنا معجزہ اور نشان ظاہر کیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی مقدس بانی آپ کا معجزانہ کلام ہے۔

بابا صاحب کے کلام کا بطور مطالعہ کرنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے کلام کا بنیادی نقطہ خدا کی حمد اور اس کی صفات کا بیان ہے۔ بابا صاحب نے اپنے کلام میں اس مضمون کو جس خوبی سے ادا کیا ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ آپ نے دنیا کی ہر چیز میں قادر کی قدرت دیکھی ہے۔ اور وجد میں آکر بیان کیا ہے:۔

قدرت دسے قدرت سُنیئے
قدرت بھو سکھ سار
قدرت پاتالی آکاشی
قدرت سرب آکار
قدرت وید پُران کتیباں
قدرت سرب وچار
قدرت کھانا پینا پہنن
قدرت سرب پیار
قدرت جاتی جنسی رنگی
قدرت جیا جہان
قدرت نیکیاں قدرت بدیاں
قدرت مان ابھمان
قدرت پون پانی بیسنتر
قدرت دھرتی خاک
سب تیری قدرت توں قادر کرتا
پاکی نائیں پاک
نانک حکمے اندر ویکھے
ورتے تاکو تاک

(آسا محلہ ۱ صفحہ ۴۶۴)

بابا صاحب نے اپنے اس شبد میں دنیا کی ہر چیز میں قادر کی قدرت کا جلوہ دیکھا ہے۔ میرا نانک قدرت میں قادر دیکھتا ہے۔ اور پھر اس پر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور کہتا ہے۔

بلہاری قدرت وسیا
تیرا انت نہ جائی لکھیا
(آسا محلہ ۱ صفحہ ۴۶۹)

یعنی اے قدرت میں بسنے والے قادر میں تیرے نام پہ قربان ہوں۔ تیری انتہا کو کوئی بھی نہیں پا سکتا۔

اس کے علاوہ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:۔

نانک سچ دا تار سناخت قدرتیں
(ماجھ محلہ ۱ صفحہ ۱۴۱)

قادر کی شناخت اس کی قدرت سے قدرت سے ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جسے آج تمام دنیا میں تسلیم کیا جا رہا ہے۔ آج کسی بڑے سائنسدان یا اعلیٰ مصور کی بڑائی کا پتہ اس کی ایجاد یا مصوری سے ہی لگایا جاتا ہے۔ اور میرے نانک نے قادر کی شناخت کے لئے اس کی قدرت کو پیش کیا ہے۔ یہ تمام قدرت ایک نظام میں ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس میں ایک ترتیب بھی پائی جاتی ہے۔ یہ تمام عالم کائنات جو قادر کی ایک قدرت ہے بے شمار بے حساب نہیں ہے۔ بلکہ کسی کنٹرول میں ہے۔ اور اس قدرت کی انتہا کو انسانی عقل کا پہنچنا محال ہے۔ جتنے بھی بڑے بڑے دانشوروں نے تحقیق کی ہے۔ آخر ان کی زبان سے "بے انت" "بے انت" کے الفاظ ہی نکلے ہیں۔ میرے نانک کا کمال دیکھئے کہ اس نے کتنے بڑے اور اہم نکتہ کو صرف ایک سطر میں نہایت ہی سادہ الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

میرے نانک نے جب بھی کبھی کوئی کلام کیا۔ اس کے لئے اسے کوئی زور نہیں لگانا پڑا اور نہ کوئی پریشانی ہی ہوئی۔ بلکہ اس کا کلام خود بخود اس کے دل کے چشموں سے پھوٹ پھوٹ کر باہر آتا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جب کوئی کلام کہتا تھا تو اس پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اور تمام دنیا میں خدا کا نور دیکھ کر وہ خود بھی جگمگا اُٹھتا تھا۔ اور دوسروں کو بھی منور کر دیتا تھا۔ میرا نانک ہوا۔ پانی اور آگ وغیرہ میں الٰہی جلوے دیکھتا تھا۔ اور تمام دنیا کو خدا کے دربار میں آرتی کرتے دیکھ کر مست اور سُریلی لے سے بیان کرتا تھا۔

گگن میں تھال۔ رو چند دیپک بنے
تارکا منڈل جنک موتی

دھوپ ملیان لو یون جوروکرے
سگل بن راۓ پھولنت جوتی
(دھناسری محلہ ۱)

یعنی یہ چاند سورج - لاکھوں ستارے - ہوا اور دوسری اشیاء خدا کی آرتی کر رہی ہیں - اور اس کی حمد گا رہی ہیں -

میرا نانک ایک مرتبہ خواب میں اللہ کا دیدار کرتا ہے - اور جب اس کی آنکھ کھلتی ہے - تو اپنے اس خواب کو اپنے منظوم کلام میں یوں بیان کرتا ہے :-

سوپنے آیا بھی گیا میں جل بھریا روۓ
آۓ نہ سکاں تجھ کن پیارے بھیج نہ سکاں کوۓ
آ ڈسبھاگی نیند ڑیۓ مت شہ دیکھاں سوۓ
تیں صاحب کی بات جے آکھے کہ نانک کیا دیجے
سیس وڈھے کر بیس دیجے دن سر سیو کریجے
کیوں نہ مریجے جیئڑا نہ دیجے جاں شہ بھیا وڈانا
(وڈ ہنس محلہ ا صفحہ ۵۵۸)

میرے نانک نے اپنے اس کلام میں کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں کیا - اور نہ فضول لفاظی سے کام لیا ہے - بلکہ نہایت سادہ طریق پر بہت مختصر الفاظ میں ایک حقیقت بیان کر دی ہے - اور اپنے دل کی کیفیت کو ظاہر کر دیا ہے - میں جب کبھی بابا صاحب کے اس شبد کو پڑھتا ہوں تو سچ مچ میری آنکھیں بھر جاتی ہیں - اور میرے سامنے میرے نانک کا ربی پریم مجسمہ ہو کر آ جاتا ہے - خدا کا پیغام لانے والی خدمت میں آپ کا اپنا تن من پیش کر دینا بھی اس شبد کو چار چاند لگا رہا ہے - اس کی مثال کسی بڑے سے بڑے شاعر کی شاعری سے بھی نہیں مل سکتی -

میرے نانک کے کلام کی ایک یہ بھی خوبی ہے کہ اس میں اگر کسی کو کوئی نصیحت کی گئی ہے تو پہلے اسے اپنا بھائی کہا گیا ہے تا اس سے اخوت کا رشتہ قائم ہو اور اجنبیت جاتی رہے - اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ غیریت بسا اوقات سچائی کے قبول کرنے میں روک پیدا کر دیتی ہے - میرے نانک نے اس غیریت کو دور کرنے کی غرض سے ہر ایک اپنا بھائی قرار دیا ہے - چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

۱- صاحب میرا ایکو ہے - بھائی ایکو ہے
(آسا محلہ ا صفحہ ۳۵۰)

۲- میرے ٹھاکر ہتھ وڈیائیاں بھائی جے بھاوے تیں دے - (سورٹھ محلہ ا صفحہ ۶۳۷)

۳- ہینؤ نیچ کرو بنیتی ساچ نہ چھوڑوں بھائی
نانک جن کر دیکھیا دیوے چٹ سائی
(سوہی محلہ ا صفحہ ۷۶۷)

۴- بھائی رے ایوں سر جانو کال
جیوں مچھی تیوں مانسا ہووے اچنتا جال
(سری راگ محلہ ا صفحہ ۵۵)

ان مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے - کہ میرے نانک نے دوسروں کو نصیحت کرتے وقت بھائی کہہ کر پکارا ہے اس طرح آپ نے غیریت کو دور کر کے اس سے اخوت کا رشتہ قائم کیا ہے - تا کہ ہر ایک شخص آپ کے کلام میں اپنے لئے ایک سانجھ دیکھ سکے -

میرے نانک کے کلام میں ایک یہ بھی خوبی ہے کہ اس میں کئی مقامات پر ایک ایک دو دو سطروں میں بڑی بڑی حقیقتیں بیان کی گئیں ہیں - جو ہر ایک پڑھنے والے کے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتیں - میں نمونہ کے طور پر چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں :-

۱- جے کو آکھے بول وگاڑتا تکیے سرگوا رہاں گوار
(جپ جی پوڑی ۲۶)

۲- من جیتے جگ جیت (جپ جی پوڑی ۲۸)

۳- سچوں اوری سب کو اوپر سچ اچار
(سری راگ محلہ ا)

۴- تن لا من کھو جے تاں ناؤں پائے
(ماجھ محلہ ا)

۵- وخت ویچارے سو بندہ ہوئے
(سری راگ محلہ ا)

۶- ستر کات مین اشٹی ہاں کا دیو ہار نہ پادے
(ماجھ محلہ ا)

۷- نانک سچ داتار شناخت قدرتیں
(ماجھ محلہ ا)

۸- جتے بولن ہار ہے سبھے چنگی چپ
(ماجھ محلہ ا)

۹- جے سکتا سکتے کو مارے
تاں من روس نہ ہوئی
(آسا محلہ ا)

۱۰- جس نوں آپ کھوائے کرتا
کھس لیئے چنگیائی
(آسا محلہ ا)

۱۱- سچ سمجھاں ہوئے دار و پاپ کڈھ دھوئے
(آسا محلہ ا)

۱۲- دکھ دارو سکھ روگ بھیا
جاں سکھ نام نہ ہوئی
(آسا محلہ ا)

۱۳- مت نیویں نانکا گن چنگیائیاں تت
(آسا محلہ ا)

۱۴- نانک اگے سو ملے جے کھٹے گھالے دے
(آسا محلہ ا)

۱۵- جیتے دانے ان کے جیاں باجھ نہ کوئے
(آسا محلہ ا)

۱۶- سو کیوں مندا آکھیئے جت جمے راجان
(آسا محلہ ا)

۱۷- اپنے ہتھیں اپنا آپ ہی کاج سواریئے
(آسا محلہ ا)

۱۸- مندا کسے نہ آکھ جھگڑا پاونا
(وڈ ہنس محلہ ا)

۱۹- اپنے خرچ بہت چنگیائیاں
مت من جانے گل
(سورٹھ محلہ ا)

۲۰- ہم آدمی ہاں اک دمی
مہلت مہت نہ جاناں
(دھناسری محلہ ا)

۲۱- دِن کرماں کچھ پائیے ناہیں
جے بہتیرا دھاوے
(تلنگ محلہ ا)

۲۲- اپنے کنت پیاری
سا سوہاگن نانک سا سبھرائی
(تلنگ محلہ ا)

۲۳- سانجھ کریجے گناں کیری
(سوہی محلہ ا)

۲۴- کس پہ کھولو گٹھڑی
دکھی آ جیہر آئیا
(سوہی محلہ ا)

۲۵- من پردیسی جے تھیئے سب دیس پرایا
(سوہی محلہ ا)

۲۶- جے گھر برندے منگن جائیے
پھیر اولاہا ملے تہی
(رامکلی محلہ ا)

۲۷- پاپ بیرا پاپی کو پیارا
(رامکلی محلہ ا)

۲۸- کوڑ نکھوٹے نانکا اوڑک سچ رہی
(رامکلی محلہ ا)

۲۹- متا ماپے آپ کرا وہ بھلا سُنانا
(مارو محلہ ا)

۳۰- موڑ کھاں ہور کو ہے
بے معنی ناہی ناؤں
(مارو محلہ ا)

۳۱- جو برعنڈ کھنڈ سو جانو
(مارو محلہ ا)

۳۲- راجے پیلی نیاؤ کی پڑھیا سچ دھیان
(مارو محلہ ا)

۳۳- گور پیر سے وائے منگن جائے
تاں کے مول نہ لگیئے پائے
(مارو محلہ ا)

۳۴- پر دھن پر ناری رت نندا
بکھ کھائی دکھ پائیا
(محلہ ا)

میرے نانک کے کلام کی مندرجہ بالا مثالیں ایسی ہیں جن کی ایک ایک سطر میں بڑی بڑی سچائیاں بیان کی گئی ہیں - اس طرح چھوٹی چھوٹی سطروں اور تھوڑے تھوڑے الفاظ میں بڑے بڑے مسائل کو بیان کرنے میں بابا نانک صاحب کو کمال حاصل تھا - بابا نانک صاحب کی ایسی خوبیاں ہی مجھے مجبور کر رہی ہیں کہ میں انہیں اپنا کہوں اور دل سے ان کا احترام کروں -

ضلع گورداسپور میں پریس کانفرنس

بدر کے اپنے نمائندہ کے قلم سے

گورداسپور یکم اکتوبر ۲ بجے بعد دوپہر جناب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور نے اپنے کمرہ عدالت میں ضلع کے تمام اخبار نویسوں کی پریس کانفرنس کی جس میں آپ نے ضلع گورداسپور میں گذشتہ سال کی نسبت اس سال جرائم کے انسداد کی خوش کن رپورٹ پیش کی - آپ نے بتایا کہ مجموعی طور پر یہ سال اچھا رہا - چنانچہ ۳۰ ستمبر تک کے اعداد و شمار بمقابلہ سال گذشتہ حسب ذیل ہیں :-

نوعیت جرم	سال گذشتہ کی تعداد ۳۰ ستمبر تک	سال رواں کی تعداد ۳۰ ستمبر تک
ڈکیتی کی وارداتیں	۱۰	۲
نقب زنی کی وارداتیں	۷۰۲	۵۳۵
سانہزنی کی وارداتیں	۲۴	۱۸
تمام چوری کی وارداتیں	۳۰۶	۳۰۶
سائیکل کی چوری کی وارداتیں	۴۲	۲۳
قتل کی وارداتیں	۳۲	۳۲

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ہمارے ضلع میں جرائم کی تعداد میں نسبتی کمی ظاہر ہوتی ہے - امید ہے کہ افسران ضلع اس بارہ میں مزید جدوجہد فرما کر ان جرائم کو کم سے کم کرنے کی کوشش کریں گے - نمائندگان پریس نے بعض سوالات بھی کئے جن کے مناسب جوابات جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اور جناب سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب کی طرف سے دیئے گئے - کانفرنس میں جناب سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور نے بھی شرکت فرمائی اور جملہ سوالات کے جواب دینے میں دلچسپی لی -

جماعت احمدیہ کی عالمگیر وسعت

"جرمنی میں اشاعتِ اسلام کیلئے ہماری جدوجہد"

عیدالفطر کی تقریب عیسائی سوسائٹی میں دعوتِ اسلام۔ ایک صاحب کا قبول اسلام

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کو اب بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اور جس کی وسعت کا اشد ترین معاند بھی اقرار کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولانا مولوی ظفر علی صاحب رئیس الاحرار نے آج سے بیس سال پیشتر اپنے اخبار میں بایں الفاظ اقرار کیا کہ:-

"یہ (احمدیت) ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں" (زمیندار ۹؍اکتوبر ۱۹۳۲ء)

سو ذیل میں ہم چوہدری عبداللطیف صاحب واقف زندگی انچارج جرمنی مشن کی ماہ جون و جولائی کی رپورٹ کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جس سے صاف نظر آتا ہے کہ خدا کے فضل سے اس تناور درخت کی شاخیں روز بروز نئے شگوفے نکال رہی ہیں اور ان میں لذیذ اور شیریں پھل بھی لگنے شروع ہو گئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (ایڈیٹر)

تقریب عیدالفطر

مورخہ ۲۴؍جون مشن ہاؤس میں عیدالفطر کی تقریب منائی گئی۔ احمدی جماعت کے علاوہ بعض ذی اثر اور زیر تبلیغ احباب کو بھی مدعو کیا گیا۔ جرمن نیوز ایجنسی اور رائٹرز کے نمائندے بھی شامل ہوئے پریس والوں نے بہت سے فوٹو بھی لئے۔ ساڑھے دس بجے صبح خاکسار نے احمدی احباب کو نماز عید پڑھائی اور اسکے بعد خطبہ میں عید کی غرض و غایت کو بیان کرتے ہوئے روزوں کی فلاسفی کو بیان کیا اور اس امر کو کھول کر بیان کیا کہ اسلام ہر شعبۂ زندگی میں برادرانہ اخوت اور رواداری کی روح کو پیدا کر کے نیکی تعلیم دیتا ہے خطبہ کے دوران میں کمیونزم کے دلدادوں کی طرف سے مذہب پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا بطلان اسلامی تعلیم کی روشنی میں پیش کیا اور آخر میں احمدی احباب کو مخاطب کرتے ہوئے اس بات کو بیان کیا کہ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اسلامی تعلیمات کو اپنا شعار بنائیں اور قُل اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کو اپنا نصب العین بنائیں تو ہر دن ہمارے لئے عید کا ہو گا۔ اور یہی عید کا مقصد ہے۔ بعد ازاں حاضرین کی مٹھائی اور چائے سے تواضع کی۔ ہمبرگ اور ہمبرگ سے باہر کے کئی ایک اخبارات نے اس تقریب کا اپنے کالموں میں ذکر کیا۔

ایک عیسائی سوسائٹی میں تقریر

ہمبرگ کی ایک بے پٹسٹ سوسائٹی نے مورخہ ۱۱؍جون کو اپنے ہاں تقریر کی دعوت دی۔ خاکسار نے ۴۵ منٹ تک اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔ بعد ازاں ڈیڑھ گھنٹہ تک سرگرم بحث جاری رہی بحث کے دوران میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح پوزیشن قرآنی تعلیمات کی روشنی میں واضح طور پر پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ اسی طرح مسیح کی صلیبی موت کے مسئلہ کو بائیبل کے مختلف دلائل سے واضح کیا۔ اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور دعاوی کو بیان کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متعلقہ بائیبل کی پیشگوئیوں کو بھی بیان کرنے کا موقعہ ملا۔ اور خاکسار نے اس بات پر خاص زور دیا کہ آنحضرتؐ کا نام بھی بائیبل میں بتایا گیا ہے۔ اس مجلس میں بعض پادری بھی موجود تھے۔ لیکن ان کی خدا کے فضل سے کوئی پیش نہ گئی اور ہمارے دلائل کا جواب دینے سے بفضلہٖ تعالیٰ عاجز رہے۔ برادرم سعید نے بھی بعض سوالات کے اچھے جواب دیئے۔

ایک اور تقریر

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک اور تقریر ۱۲؍جولائی کو نوجوانوں کی ایک مجلس میں کرنے کا موقعہ ملا۔ اس تقریر میں اسلامی تعلیم کو ۴۵ منٹ تک پیش کیا۔ تقریر کے دوران میں توحید باری تعالیٰ۔ انبیاء کے وجود کی ضرورت اور ان پر ایمان۔ اسلامی عبادات کی غرض و غایت اور فلاسفی۔ اسلام کا سوشل اور اقتصادی نظام۔ اسلام میں عورت کا درجہ۔ اسلامی رواداری اور بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ امور کو بیان کیا۔ تقریر کے بعد دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ خاکسار کو تقریر کے بعد ایک ضروری کام کے لئے واپس آنا پڑا۔ برادرم سعید دیر تک حاضرین کے سوالات کے جوابات دیتے رہے۔

ایک بیعت

مورخہ ۲۰؍جولائی کو ایک نوجوان دوست جن کی عمر ۱۸ سال ہے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یہ دوست دیر سے زیر تبلیغ تھے ۔۔۔ برادرم بشیر احمد کے ہمراہ اکثر ملنے آتے رہے۔ ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ اور ان کی بیعت کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ بعض اور دوست بھی خاص طور پر زیر تبلیغ ہیں۔ اور ان میں سے بعض بفضلہٖ تعالیٰ قریب آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سعید ارواح کو جلد از جلد اسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک کتاب کی اشاعت

عرصہ زیر رپورٹ میں بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی دعاوی تعلیمات پیشگوئیوں اور احمدیت کی غرض و غایت پر مشتمل ایک رسالہ مرتب کرنے اور شائع کرنے کی توفیق ملی۔ یہ رسالہ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا ہے۔ زیر تبلیغ احباب میں اس کی اشاعت کی جا رہی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو بہتوں کی ہدایت کا باعث بنائے۔

آخر میں احباب کی خدمت میں مشن کی کامیابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلعم کے متعلق مفکرین مغرب کے خیالات (بقیہ صفحہ ۸)

۲۸۔ اے قوم! میں تم کو ایک بات سے خوف دلاتا ہوں وہ یہ کہ مسلمانوں کے خلاف نہ ہونا نہ اس دین کے مبلغین سے کوئی تعرض کرنا۔ دیکھو! اسلام والوں کا اور اسلام کا ہمیشہ یہ شعار رہا ہے کہ وہ عامۃ الناس اور مخلوق کے فائدہ کے لئے لڑتے اور جان دیتے ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں اسے کر گزرتے ہیں۔ وہ وفادار ہیں وہ دین کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ لوگو! میری ایک نصیحت سنو وہ یہ کہ تم بھی ویسے ہی بن جاؤ۔ خدا تمہارے افعال دیکھتا ہے وہ تم کو اس کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ (بیان مسٹر اوریتیاں)

۲۹۔ یہ کہنا بہت بڑی غلطی ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ کیونکہ اسلام خونریزی کو حرام بتلاتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم دیتا ہے۔ ظلم و استبداد سے بچنا اس کی خاص تعلیم ہے۔ محمد (صلعم) نے دنیا کی مشہور بد رسم زندہ درگور کرنے کو ناپید کر دیا۔ شراب خوری اور قمار بازی کو مٹا دیا۔ کیا ہمارے امکان میں ہے کہ ہم آپ کی فضیلت اور برتری کا انکار کر سکیں۔ (تصریحات مسٹر جان)

۳۰۔ (حضرت) محمد (صلعم) کا دین ہر قسم کے اوہام باطلہ اور ظن و شکوک سے بالکل عاری اور خالی ہے۔ قرآن اللہ کی وحدت پر سب سے بڑھ کر کھلا ہوا ثبوت ہے۔ یقیناً یہ مذہب اس سے کہیں بالاتر ہے کہ اس کے اسرار و غوامض کو آج کل کی عقلیں ادراک کر سکیں۔ (بیان ایڈورجیبان)

مندرجہ بالا آراء و افکار صرف بطور نمونہ کے دیئے گئے ہیں۔ ورنہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق جس شخص نے بھی دیانتداری کے ساتھ محققانہ نگاہ ڈالی وہ اس کی خوبیوں کا قائل ہو گیا۔

میں اپنے ہندو سکھ ۔۔۔ بھائیوں کو خلوص اور محبت سے اسلام کے متعلق تحقیق کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر ہمارے دیش کے نیتا مہاتما گاندھی اسلامی لٹریچر پڑھ کر اس کے گرویدہ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمارے محبوب رہنما پنڈت جواہر لال نہرو اس بات کا اظہار کر سکتے ہیں کہ میں کلچر کے لحاظ سے مسلمان ہوں تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس نور و برکت کے سرچشمے کو حاصل نہ کریں۔ اور بغیر تحقیق اور پڑتال کے اس آسمانی آواز کو رد کر دیں۔

میرے بھائیو! اسلام سب سچائیوں کے قبول کرنے کی اصولی رنگ میں دعوت دیتا ہے۔ وہ ویدوں کو بھی مانتا ہے وہ گیتا کی صداقت کا بھی قائل ہے۔ وہ بائیبل اور ژند و اوستا کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ وہ کرشن۔ رامچندر۔ بدھ۔ زرتشت اور کنفیوشس کی صداقت کا بھی قائل ہے۔ کیا آپ اس کے متعلق انصاف اور خلوص سے غور کریں گے؟ اسلام نہ صرف یہ کہ تمام مذاہب کی صداقت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کا احترام قائم کرتا ہے۔ بلکہ اس میں دنیا کی تمام تمدنی۔ اقتصادی۔ سیاسی اور سماجی مشکلات کا بہترین حل پایا جاتا ہے۔ اور اس سے زندہ خدا کے زندہ اور روشن نشانات ملتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے قرب اور وصل کی راہیں کھلتی ہیں۔ اور دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کے کروڑوں لوگ انسانوں نے آج تک اس آسمانی نور سے روشنی اور برکت حاصل کی ہے۔ اور اپنی زندگیوں میں ایک عظیم الشان اور پاکیزہ انقلاب پیدا کیا ہے؎

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

اچھوت ادھار

ایک پسماندہ مخلوق کی بہترین خدمت

از مکرم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر اخبار الفضل

اچھوت ادھار کے متعلق ذیل کا مضمون دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ ہندوستان کی سیکولر جمہوریت نے جو بنیادی دستور بنایا ہے۔ اس میں قانونی اعتبار سے بلا لحاظ قوم و مذہب ہر شخص کو ترقی کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن کسی اصول کا ماننا اور وضع کرنا اور بات ہے۔ اور عملی لحاظ سے اہل ملک کی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنا دیگر شے ہے۔ پس اس وقت ملک کی بڑی ضرورت یہی ہے کہ ہم دستور ہند کی ان دفعات کو جن میں اہل ملک کو مساوی حقوق دیئے گئے ہیں۔ اپنے عملی جیون میں ظاہر کریں۔ (ایڈیٹر)

زمانہ قدیم کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وقت آریاؤں میں ذات پات کی بنیاد رکھی گئی اور ورن آشرم کورواج دیا گیا۔ اس زمانہ میں آریاؤں میں اونچ نیچ۔ اعلیٰ و ادنیٰ کی کوئی تفریق نہ تھی۔ سب کے سب ایک درجہ اور ایک رتبہ رکھتے تھے۔ سب اپنے آپ کو ایک دوسرے کے مساوی سمجھتے تھے۔ اور جب تک یہ قوم محدود اور مجتمع رہی۔ انہی حالات پر قائم رہی۔ اپنے محدود حالات اور مختصر ضروریات سب مل جل کر پورا کر لیتے۔ کسی کام اور کسی پیشہ کے لئے کوئی خاص گروہ مخصوص کرنے کی ضرورت نہ محسوس کی جاتی تھی۔ لیکن چونکہ ان لوگوں میں بڑھنے اور ترقی کرنیکا مادہ روز بروز بڑھتا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی مشیت اسے وسعت دینا چاہتی تھی۔ اسلئے یہ قوم سرعت کیساتھ ہر پہلو میں بڑھنے لگی نہ صرف نسلی لحاظ سے اس میں غیر معمولی اضافہ ہونے لگا اور افراد کا دائرہ بڑھنے لگا بلکہ تمدنی اور معاشرتی رنگ میں بھی بڑی تیزی سے آگے قدم بڑھانے لگی۔ نئی سے نئی ضروریات پیدا ہونے لگیں۔ اور ان ضروریات کو خوبی و عمدگی سے سرانجام دینے کا جذبہ بڑھنے لگا اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سابقہ طور طریقوں میں تبدیلی کرنا لازمی ہو گیا۔ نئے انتظامات سوچے جانے لگے۔ اور نئے طریق کار تجویز کئے گئے۔ ایسی حالت میں قوم کے مدبرین اور ذمہ دار احباب نے ضروری سمجھا کہ تقسیم کار کے طریق کو جاری کریں۔ اور ملکی اور قومی ضروریات کو عمدگی سے پورا کرنے کا انتظام کریں تاکہ ترقی کی طرف قوم کا اٹھتا ہوا قدم رک نہ جائے۔ بلکہ اور زیادہ سرعت کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔

اس مقصد اور مدعا کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف کاموں کو سرانجام دینے کے لئے مختلف افراد مخصوص کئے گئے تاکہ وہ اپنے مقررہ کاموں میں ہی مصروف رہیں۔ اور ان کو احسن طور پر اور اچھے سے اچھے طریق سے سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہیں۔ چنانچہ انہوں نے زندگی کے تمام اہم شعبوں کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ کے لئے قوم میں سے الگ الگ گروہ تجویز کر دئیے اور امتیاز کے لئے ہر گروہ کا علیحدہ نام رکھدیا۔ یہ چار گروہ جن کے سپرد علیحدہ علیحدہ کام کئے گئے تھے۔ چار ورن قرار پائے اور ان کے نام یہ تجویز کئے گئے (۱) برہمن (۲) کھشتری (۳) ویش (۴) شودر۔ صاف ظاہر ہے کہ آریہ قوم کی یہ تقسیم نہ تو ویدوں میں ایشوری گیان (الہام) سے کی گئی اور نہ کوئی اور الہامی بات اس کی بنیاد قرار دی گئی اور نہ دی جا سکتی تھی۔ کیونکہ ویدوں کے علاوہ کوئی اور ایشوری گیان سمجھا ہی نہ جاتا تھا۔ ہاں اس میں شک نہیں۔ کہ اس وقت کے قومی مدبرین اور ارباب حل و عقد نے پیش آمدہ ضروریات پورا کرنے اور قوم کو ترقی کے مدارج طے کرانے کے لئے یہ تجویز کیا تھا۔ اور اس میں بھی شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ اصولی طور پر یہ بہترین انتظام تھا۔ نہ صرف اس زمانہ کے لحاظ سے۔ بلکہ آج بھی جبکہ دنیا ترقی کی کئی منازل طے کر چکی ہے تقسیم کار کی اہمیت سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور کوئی قوم اس پر عمل کے بغیر نہ ترقی کر سکتی ہے اور نہ زندہ رہ سکتی ہے۔ لیکن زمانہ کے تغیرات نے ذات پات کی تقسیم میں جو قباحتیں اور خرابیاں پیدا کر دیں۔ ان کے پیش نظر اگر یہ کیا جائے کہ ان خرابیوں کو دور کرنے کی خاطر مناسب اور ضروری اصلاح کی جائے تو یہ نہ صرف کسی مذہبی اصول اور عقیدہ میں دست اندازی نہ ہوگی بلکہ انسانوں کے اس طبقہ کی جو ذات پات کی چکی میں بری طرح صدیوں سے پیسا جا رہا ہے۔ اور بغیر کسی قصور اور جرم کے اسلئے پیسا جا رہا ہے۔ کہ آباؤ اجداد نے اپنے آپ کو قوم کی خاطر اس طبقہ میں تقسیم کر لیا تھا۔ جو سب کی خدمت گذاری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ بہت بڑی خدمت ہوگی۔

اس نقطہ نگاہ کے پیش نظر وہ انسان جو ذات پات کی تقسیم میں پیدا شدہ خرابیوں کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ اور خاص کر اچھوتوں کی بہتری اور بھلائی کی کوشش کرتا ہے۔ وہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت سرانجام دیتا ہے۔ اور خاص طور پر قابل تعریف ہے جن مدبرین اور راہ نماؤں نے چار ورنوں کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے ان کے فرائض بھی الگ الگ قرار دیئے۔ چنانچہ (۱) برہمن ان کا کام تھا کہ پڑھنے پڑھانے اور مذہبی ضروریات اور مراسم ادا کرنے اور کرانے میں مصروف رہیں۔ اگرچہ اس زمانہ کے لحاظ سے تعلیم پانے کیلئے کافی مشقت برداشت کرنا پڑتی تھی۔ اور پھر مذہبی قیود اور شرائط کی پابندی کرنا اور اپنے آپ کو پاکیزگی کے نمونہ کے طور پر پیش کرنا اور خاص قسم کی مجاہدانہ زندگی گذارنا معمولی بات نہ تھی لیکن اس میں بھی کیا کلام ہے کہ اس طبقہ کے لوگوں کو یہ بدلا اور اجر بھی بہت معقول ملتا تھا۔ ان کی بڑی عزت و توقیر کی جاتی تھی۔ وہ کافی آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے تھے اور بڑا اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ وہ ہر قسم کے فوائد اور منافع میں اضافہ ہی کرتے گئے۔ اور اپنی پوزیشن کو بڑھانے اور مضبوط کرنے میں لگے رہے۔ (۲) کھشتری ہے ان کا کام حکمرانی اور دشمنوں کا مقابلہ کرنا تھا۔ اگرچہ جنگ و جدال کرنا کافی جان جوکھوں کا کام تھا۔ لیکن لڑنا بھڑنا تو آریوں کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ علاوہ ازیں حکومت کا نشہ کوئی معمولی نشہ نہیں۔ اس کی دلچسپیاں اور آسائشیں کافی دلچسپی رکھتی ہیں۔ اس لئے یہ طبقہ بھی بہت فائدہ میں تھا۔ اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں کافی مطمئن۔ (۳) ویش ان کو بھی آرام و آسائش کی زندگی حاصل تھی۔ (۴) البتہ وہ طبقہ جسے شودر قرار دیا گیا۔ اگرچہ اپنے کام اور پیشہ کے لحاظ سے دوسروں کی ہمسری نہ کرسکتا تھا لیکن دوسروں کے مقابلہ میں چونکہ اسے جانی اور مالی خطرات بھی کم تھے۔ اسلئے وہ ان کی ہمسری کرنے کی خواہش بھی نہ رکھتا تھا۔ لیکن بعد کے حالات اور ان لوگوں کے نامناسب سلوک نے جو ان سے خدمات لینے کے حقدار قرار دیئے گئے تھے۔ ان کی حالت بالکل بگاڑ دی۔ حتیٰ کہ انہیں نہ صرف انسانیت کے درجہ سے خارج کر دیا۔ بلکہ حیوانوں اور گندے اور ناپاک حیوانوں سے بھی بدتر قرار دیدیا۔ ان کے لئے طرح طرح کے سخت گیر اور تشدد آمیز قوانین بنائے گئے اور انکے لئے غیر معمولی سخت سزائیں تجویز کی گئیں۔ عام جرائم اور معمولی کوتاہیوں کو تو جانے دیجئے۔ صرف اسبات پر غور فرمایئے۔ کہ شودروں کو مذہبی واقفیت سے محروم رکھنے اور مذہبی حدود سے دور رکھنے کے لئے کس قدر تشدد اور سخت گیری کا مستحق قرار دیا گیا۔ اسکے لئے بطور نمونہ چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ گوتم سمرتی ۱۲/۲۲ میں لکھا ہے:-

"اگر کوئی شودر وید کو سنے تو راجہ کو چاہئیے کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اور اگر وید منتر کو سنے تو اس کے کان میں سیسہ ڈال دے۔ اور اگر وید منتر پڑھے تو اس کی زبان کاٹ دے۔ اور اگر وید منتر یاد کرے تو اس کو جان سے مار دے۔"

صاف ظاہر ہے کہ اس قدر تشدد کی اطلاع رکھتے ہوئے کوئی شودر وید کے قریب پھٹکنے کی جرأت نہیں کر سکتا بلکہ وہ کوسوں دور بھاگے گا۔ اور جب کوئی شودر وید کے قریب بھی نہیں جائیگا تو اس کی تعلیم سے کیونکر واقف ہوگا اور کس طرح اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

پاراشر سمرتی ۵/۷ میں لکھا ہے:-

"جس دیش میں شودر وید کا پاٹھ کرتا ہے وہ دیش معہ اپنے راجہ کے جلدی نشٹ ہو جاتا ہے۔ اسلئے راجہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے راج میں شودر کو وید پڑھنے سے روکے۔ اور اگر کوئی شودر پڑھے۔ تو اس کو سخت ڈنڈ دے۔"

یہ اور اسی قسم کے اور احکام جو شودروں کے متعلق جاری کئے گئے ان کی غرض و غایت یہ تھی۔ کہ شودروں کو اس چار دیواری میں ہمیشہ کے لئے مقید کر دیا جائے۔ جو کسی وقت ضرورتاً ان کے ارد گرد بنا دی گئی تھی۔ اور وہ اس قابل ہی نہ رہیں کہ کبھی ترقی کرنے اور ذلت کی زندگی سے نکلنے کا خیال بھی ان کے دل میں آ سکے۔ خدا جانے ان لوگوں نے اپنی کم ہمتی کی وجہ سے یا قومی ضرورت کے پیش نظر دوسروں کی ہر قسم کی خدمات سرانجام دینے کا کام اپنے ذمہ لیا اور قومی و ملکی نظام کے احترام میں اپنی اتنی بڑی قربانی پیش کی مگر اس نظام پر مدتیں گذر گئیں۔ دنیا بدلتی بدلتی کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ سینکڑوں نظام ہائے ملکی بنے اور بگڑے۔ بے شمار مدبرین اور سیاستدان پیدا ہوئے اور اپنی قابلیت کے جوہر دکھا کر چل بسے۔ خود ہندوستان کی سرزمین اور اعلیٰ جاتیوں میں ایسے مہاپرش پیدا ہوئے جن کے دل اچھوت جاتی کی حالت کو دیکھ کر پگھل گئے اور انہوں نے ان کی ترقی اور اصلاح کی بڑی کوشش کی۔ چنانچہ زمانہ قریب میں ہی گاندھی جی ایسا انسان اس کام کے لئے کھڑا ہوا۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ میں اچھوت ادھار کا جذبہ پیدا کرنیکی کوشش کی۔ اور ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن اب بھی ایسے ہمدرد اور دردمند انسانوں کی بڑی ضرورت ہے۔ جو اپنی زندگی کا مقصد اس جاتی کی اصلاح قرار دے لیں۔ اور صدیوں پہلے کے متشددانہ ضابطوں کو بدل کر ان سے اچھا اور نیک سلوک کرنے پر ہندوؤں کو آمادہ کریں (باقی ص۲ کالم ۱ پر)